اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

غلام احمد قادیانی

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دوبار

فی پرچہ ڈیڑھ آنہ

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ۔ ششماہی ۔ سہ ماہی

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۷۳، ۷۴ | مورخہ یکم و ۵ جنوری سنہ ۱۹۲۶ء | سہ شنبہ / یوم جمعہ | مطابق ۱۷ و ۱۹ جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۴ھ | جلد ۱۳

مدینۃ المسیح

جلسہ سے کئی دن قبل سے لیکر ابھی تک دن رات کی مشغولیت اور مصروفیت کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت ناساز ہے نزلہ اور زکام سخت تکلیف ہے ۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں ۔

جناب مولوی محمد الدین صاحب بی اے مبلغ امریکہ ۳ سال کے بعد ۲۰ دسمبر کو تشریف لائے ۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی معہ بہت سے اصحاب کے قصبہ سے باہر ملاقات کے لئے تشریف لے گئے ۔ جناب مولوی صاحب موصوف کو ۲۱ دسمبر اولڈ بوائز تعلیم الاسلام ہائی سکول نے حضرت نواب صاحب کے باغ میں گارڈن پارٹی دی ۔ اور انگریزی میں ایڈریس پیش کیا ۔ مولوی صاحب نے بھی انگریزی میں جواب دیا ۔ اخیر پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اردو میں تقریر فرمائی ۔ گارڈن پارٹی کے بعد مجمع کا فوٹو لیا گیا ۔

کئی سال کی کوشش اور سعی کے بعد ڈاک خانہ قادیان میں تار لگ گئی ہے ۔ کھمبے نصب ہو گئے ہیں ۔ اُمید ہے انشاء اللہ چند دن تک کام شروع ہو جائیگا ۔

مختصر روئداد جلسہ سالانہ سنہ ۱۹۲۵ء

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے سنہ ۱۹۲۵ء کا سالانہ جلسہ ۲۶ دسمبر سے شروع ہو کر ۲۸ دسمبر کو بخیر و خوبی ختم ہوا ۔ چونکہ ۲۵ دسمبر کو جمعہ تھا ۔ اس لئے بہت سے اصحاب

جمعہ میں شمولیت

کے لئے اس دن دارالامان پہنچ گئے ۔ اور بایں وجہ نماز جمعہ مسجد اقصیٰ کی بجائے مسجد نور میں ہوئی ۔ جہاں حدود مسجد کے علاوہ دور دور تک کھلے میدان میں نمازیوں کی صفیں ایستادہ ہوئیں ۔ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ۔ اور پھر نماز پڑھائی ۔

جلسہ کی باقاعدہ کارروائی

۲۶ دسمبر

کی صبح سے حسب پروگرام جلسہ گاہ میں شروع ہوئی ۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ ٹھیک ۹ بجے تشریف لے آئے اور حضور نے

جلسہ کا افتتاح

فرماتے ہوئے مختصر سی تقریر کے بعد دعا فرمائی ۔ جس پر تمام مجمع شریک ہوا ۔ اس کے بعد حضور تشریف لے گئے ۔ اور جلسہ زیر صدارت جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآبادی شروع ہوا ۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد جناب خان صاحب منشی فرزند علی صاحب نے جناب میر محمد اسحٰق صاحب ناظر ضیافت و سکرٹری مجلس استقبالیہ کی طرف سے

خطبہ استقبالیہ

پڑھا ۔ جو اسی پرچہ میں درج ہے ۔ اس میں مستقل جلسہ گاہ کی تعمیر کے لئے سات ہزار خرچ فراہم کرنے کی تحریک تھی ۔ جس میں نقد اور وعدوں کی صورت میں چھ ہزار کے قریب چندہ اسی وقت ہو گیا ۔

اس کے بعد جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق نے اپنا مضمون

ویدک دھرم اور اسلام

اپنے مخصوص اندازِ بیان میں بیان کیا ۔ جو بہت دلچسپی سے سُنا گیا ۔

پھر جناب مفتی محمد صادق صاحب نے

مجلس معتمدین کی رپورٹ

میں سے بوجہ قلت وقت جستہ جستہ امور سنائے۔ اور اس کے بعد اپنا خاص مضمون

ذکرِ حبیب

بیان کیا۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے دلچسپ اور ایمان پرور واقعات سنا کر بہت مسرور کیا۔

اس پر پہلے اجلاس کی کارروائی ختم ہوئی۔ اور اجلاس نماز ظہر و عصر کے لئے برخاست ہوا۔ نمازیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جمع کر کے پڑھائیں۔ اور پھر

دوسرا اجلاس

تین بجے زیر صدارت جناب خان صاحب منشی فرزند علی صاحب شروع ہوا۔ اس میں ایک گھنٹہ جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری استاذ اعلیٰ مدرسہ احمدیہ نے

نبوتِ مسیح موعود

پر تقریر کی۔ جس میں مسئلہ نبوت کی حقیقت سامعین کے ذہن نشین کرتے ہوئے ان اعتراضات کے بھی جواب دیئے۔ جو غیر احمدی اور غیر مبائعین اس بارے میں کیا کرتے ہیں۔

ان کے بعد جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور نے

سکھ ازم

پر دلچسپ اور مدلل تقریر کی۔ آپ نے گرنتھ صاحب سے یہ ثابت کرتے ہوئے کہ بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ اسلامی عقائد کے پابند تھے سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات پر بھی روشنی ڈالی۔ اور ان غلط بیانیوں اور الزام تراشیوں کی تاریخی حوالجات سے تردید کی جو مسلمان بادشاہوں کے سکھوں پر مظالم کے متعلق بیان کی جاتی ہیں۔ اسی سلسلہ میں آپ نے یہ ثابت کیا کہ جس قدر سکھوں پر مسلمان بادشاہوں کے زمانہ میں مظالم ہوئے انہیں یا تو ہندوؤں کا ہاتھ تھا۔ اور وہی ان کا موجب تھے یا پھر ہندو اہلکاروں کی طرف سے ہوئے۔ آپ کی تقریر کا وہ حصہ نہایت ہی دلچسپی اور توجہ سے سنا گیا جس میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے متعلق حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی پیشگوئیاں بیان کیں۔

اس تقریر پر پہلے دن کے اجلاس کی کارروائی ختم ہوئی۔

دوسرے دن یعنی

۲۷ دسمبر

جلسہ کی کارروائی زیر صدارت مولانا پروفیسر عبدالماجد صاحب بھاگلپوری شروع ہوئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد جناب مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے

ضرورتِ وصیت

پر نہایت عالمانہ تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے جماعت احمدیہ کو وصیت کرنے کی اہمیت بتاتے ہوئے ان اعتراضات کے جواب بھی دیئے جو غیر مبائعین عموماً کیا کرتے ہیں۔ اور چند ہی دن ہوئے۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے اپنے مضمون میں کئے ہیں۔ مولانا موصوف نے یہ نہایت اہم مضمون اپنے مقررہ وقت ایک گھنٹہ میں نہایت خوبی کے ساتھ ختم فرمایا۔

اس کے بعد جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیر مبلغ یورپ و افریقہ نے

ضرورتِ تبلیغ

پر اپنی فصیح اور ولولہ انگیز تقریر شروع فرمائی۔ جس میں اپنے ذاتی مشاہدہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا میں نے دنیا کا بہت بڑا حصہ دیکھا ہے۔ وہ ممالک بھی دیکھے ہیں جو اسلامی کہلاتے ہیں لیکن اس وقت کہیں حقیقی اسلام نہیں پایا جاتا۔ ہر جگہ ظلمت اور تاریکی پھیلی ہوئی ہے۔ اگر اسلام ہے تو صرف احمدیہ جماعت کے پاس۔ اور اس کا فرض ہے کہ ساری دنیا تک یہ نعمت پہنچائے کسی خوف اور خطرہ کی پروا نہ کرے۔

اسی سلسلہ میں آپ نے شہداء کابل کا ذکر نہایت دلدوز اور دردانگیز پیرایہ میں کیا۔ ساری تقریر جوش اور ولولہ میں ڈوبی ہوئی تھی۔ سامعین نے نہایت توجہ اور غور سے سنی۔

مولوی صاحب موصوف کے بعد چند منٹ ملک محمد حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لاء نیروبی نے تقریر کی۔ جس میں آپ نے

افریقہ میں تبلیغ احمدیت

کی ضرورت اور اہمیت بیان کی۔

اس کے بعد جناب حافظ روشن علی صاحب نے

صداقتِ مسیح موعود

پر نہایت عالمانہ تقریر فرمائی۔ جناب موصوف کئی سال سے اسی مضمون پر تقریر فرماتے ہیں۔ اور سننے والے احباب جانتے ہیں کہ آپ ہر دفعہ نئے معلومات نئے دلائل اور نئے براہین پیش کرتے ہیں۔ آپ کی تقریر بھی نہایت مسرت اور دلچسپی سے سنی گئی۔

اس کے بعد اجلاس نماز ظہر و عصر کے لئے برخاست ہوا۔ نمازیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھائیں۔ اور

دوسرا اجلاس

۲ بجے شروع ہوا۔

تلاوت قرآن کریم کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح کی ایک تازہ نظم جو نوح الہدیٰ نمبر ۱ کے نام سے شائع ہوئی ہے ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم نے پڑھی۔ اس کے بعد حضور نے تین بجے کے قریب تقریر شروع فرمائی جس میں حضور نے پہلے چند ایسے امور بیان فرمائے۔ جو جماعت کے عام معاملات سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہی میں آپ نے اپنے دن رات کے کاموں کا پروگرام بیان فرمایا اور بتایا کہ کس طرح حضور دن رات امور دینیہ میں مصروف رہتے ہیں۔

بعض ضروری امور کے ذکر کے بعد حضور نے اپنی علمی تقریر

منہاج الطالبین

کو نام سے شروع فرمائی۔ جس میں گناہوں سے بچنے اور نیکیوں کے کرنے کے طریق بیان فرمائے۔ یہ تقریر چار گھنٹہ تک جاری رہی۔ بوجہ رات ہو جانے کے جلسہ گاہ میں گیس کے لیمپ جلائے گئے اور موم بتیاں بھی تقسیم کر دی گئیں تا کہ جو اصحاب تقریر کے نوٹ لے رہے ہیں انہیں آسانی ہو۔ آخر بوجہ دیر ہو جانے کے سات بجے کے بعد حضور نے بقیہ تقریر دوسرے دن کرنے کا ارشاد فرماتے ہوئے بند فرمائی۔ باوجود اس کے کہ جلسہ گاہ کھلی ہوا میں تھی اور سخت سردی کا موسم تھا لیکن سامعین نہایت سکون کے ساتھ آخر وقت تک بیٹھے پوری توجہ سے سنتے رہے۔

جلسہ کے تیسرے دن یعنی

۲۸ دسمبر

پہلا اجلاس جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب ناظر اعلیٰ کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد جناب چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے ناظر دعوت و تبلیغ نے

جماعت احمدیہ اور سیاسیات ہند

پر بہت دلچسپ اور پُر از معلومات تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا اہل ہند کچھ عرصہ سے ہماری باتیں اس لئے توجہ سے نہیں سنتے کہ انہیں ہمارے دشمنوں نے یہ بتا دیا ہے کہ جماعت احمدیہ ہندوستان کی آزادی کے خلاف ہے۔ حالانکہ ہم ہندوستان کی آزادی کے خلاف نہیں بلکہ ان مضر اور نقصان رساں طریقوں کے خلاف ہیں جو ہندوستان کے سیاسی لیڈروں نے اختیار کئے۔ اور جن میں سے ہر ایک کا انجام سوائے تباہی اور بربادی کے کچھ نہ ہوا۔ امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہر موقعہ پر تقریر اور تحریر کے ذریعہ ان کے اختیار کردہ طریقوں کے نقصانات نہایت ہمدردی اور محبت سے بتائے۔ مگر افسوس کہ آپ کی کوئی پروا نہ کی گئی اور نقصان پر نقصان اٹھاتے رہے۔

آپ نے مثال کے طور پر ہجرت اور عدم تعاون وغیرہ کا ذکر کیا اور بتایا کہ ان تحریکوں سے جس قدر مسلمانوں کو نقصان پہنچا وہ نہایت ہی عبرتناک ہے۔ ان حالات میں جماعت احمدیہ کا یہ کام ہونا چاہیئے کہ ان غلط طریقوں نے مسلمانوں کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے وہ انہیں بتایا جائے۔ اور اس کے مقابلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت ان طریقوں کے جن خطرات سے آگاہ کر دیا تھا اور جو آخر کار مسلمان لیڈروں کی کوتہ اندیشی اور ضد کے باعث رونما ہو کر رہے۔ انہیں پیش کیا جائے۔ تا کہ انہیں معلوم ہو کہ امام جماعت احمدیہ کی رائے ہر معاملہ میں کیسی صائب اور کس قدر صحیح ہے۔ اس سے انہیں احمدیت کی طرف بھی توجہ پیدا ہوگی۔

اس تقریر کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت نے

تربیت جماعت احمدیہ کے متعلق ضروری امور

پر تقریر فرمائی۔ جناب موصوف کی آواز میں خاص رقت اور جذب تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ انہیں جماعت احمدیہ کی تربیت کا اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ خیال ہے جتنا ایک بزرگ کو اپنے خاندان اور اپنی اولاد کا ہوتا ہے۔ آپ نے تربیت کے طریق قرآن کریم سے بیان فرمائے۔ اور سب سے اول دعا کے ذریعہ اس پہلو میں کوشش کرنے کی اہمیت ثابت کی۔ آپ کی تقریر نہایت اہم اور نہایت ضروری تھی۔ مگر وقت کی قلت کی وجہ سے اس کا بہت کم حصہ بیان ہو سکا۔ اور آپ نے وعدہ فرمایا۔ کہ ان امور کو

(بقیہ دیکھو صفحہ ۱۹ پر)

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)
الفضل
یوم سہ شنبہ ۔ قادیان دارالامان ۔ ۵ جنوری سنہ ۱۹۲۶ء

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر

مجلس استقبالیہ کا خطبہ

حسب ذیل خطبہ استقبالیہ مجلس استقبالیہ کے سکرٹری جناب میر محمد اسحٰق صاحب کی طرف سے جناب خان صاحب منشی فرزند علی صاحب نے ۲۶ دسمبر جلسہ سالانہ کی کارروائی شروع ہونے سے قبل پڑھکر سنایا:۔

صاحب صدر و معزز حاضرین! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ خاکسار بحیثیت ناظر ضیافت حضرت مسیح موعودؑ اور ان کے خلیفہ کی طرف سے اور بحیثیت سکرٹری استقبالیہ کمیٹی تمام اہالیان قادیان کی طرف سے سب بیرونی مہمانوں کا ان کے اس جلسہ میں شامل ہونے پر شکریہ ادا کرتا ہے۔ اور ان کے خیر مقدم کے لئے اہلاً و سہلاً و مرحباً عرض کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ صاحبان پر اپنے بڑے بڑے فضل کرے۔ اور جلسہ کی تمام برکات سے مستفیض فرماوے۔ ہم لوگ آپ کو اپنا مہمان نہیں سمجھتے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود کا بلایا ہوا مہمان سمجھتے ہیں۔ اور آپ کو معمولی انسان نہیں خیال کرتے۔ بلکہ آپ میں سے ایک ایک آنے والا ہمارے نزدیک شعائر اللہ میں داخل ہے۔

معزز احباب! یہ جلسہ جس کی بنیاد حضرت مسیح موعودؑ نے دسمبر ۱۸۹۱ء میں رکھی تھی۔ اور جو ۱۸۹۲ء اور اس کے بعد سے اب تک ہمیشہ جماعت احمدیہ کا سب سے بڑا اور ضروری سالانہ اجتماع رہا ہے اس کا مقصد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے مبارک الفاظ میں بیان کر دیتا ہوں۔ تاکہ آپ پر اس کی اہمیت اچھی طرح واضح ہو جائے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے۔ کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔ اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے۔ اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے۔ جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ تا اگر خدائے تعالیٰ چاہے۔ تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو۔ اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے۔ اور دعا کرنا چاہیئے کہ خدائے تعالیٰ یہ توفیق بخشے تا اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو۔ کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے۔ کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پروا نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔ اور چونکہ ہر یک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بُعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے۔ یا چند دفعہ سال میں تکلیف اُٹھا کر ملاقات کے لئے آوے۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے اوپر روا رکھ سکیں۔ لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے۔ کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں۔ جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالےٰ چاہے۔ بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ سو میرے خیال میں بہتر ہے۔ کہ وہ تاریخ ۲۷ دسمبر سے ۲۹ دسمبر تک قرار پائے یعنے آج کے دن کے بعد جو تیس دسمبر ۱۸۹۱ء ہے۔ آیندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے۔ اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا۔ جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی۔ اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے۔ اور اپنے لئے قبول کرے۔ اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔ اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا۔ کہ ہر یک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہونگے۔ وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے۔ اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔ اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا۔ اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائیگی۔ اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جل شانہ کوشش کی جائے گی۔ اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہونگے۔ جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہینگے۔ اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا۔ کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں۔ اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں۔ تو بلا دقت سرمایہ سفر میسر آجاویگا۔ گویا یہ سفر مفت میسر ہو جائے گا۔ اور بہتر ہوگا۔ کہ جو صاحب احباب میں سے اس تجویز کو منظور کریں۔ وہ مجھ کو ابھی بذریعہ اپنی تحریر خاص کے اطلاع دیں۔ تاکہ ایک علیحدہ فہرست میں ان تمام احباب کے نام محفوظ رہیں۔ کہ جو حتی الوسع والطاقت تاریخ مقررہ پر حاضر ہونے کے لئے اپنی آیندہ زندگی کے لئے عہد کر لیں۔ اور بدل و جان پختہ عزم سے حاضر ہو جایا کریں۔ بجز ایسی صورت کے کہ ایسے موانع پیش آجائیں جنمیں سفر کرنا اپنی حد اختیار سے باہر ہو جائے۔ اور اب جو ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو دینی مشورہ کے لئے جلسہ کیا گیا۔ اس جلسہ پر جس قدر احباب محض للہ تکلیف سفر اٹھا کر حاضر ہوئے۔ خدا ان کو جزائے خیر بخشے۔ اور ان کے ہر یک قدم کا ثواب ان کو عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین۔"

اس تحریر میں جلسہ کے مختصر فوائد یہ بیان کئے گئے ہیں۔

(۱) احباب جماعت حضرت مسیح موعودؑ (اور ان کے بعد ان کے خلیفہ کی) زیارت سے مشرف ہوں ٭

(۲) دعاؤں میں شریک ہوں ٭

(۳) حقائق اور معارف جن سے ایمان اور معرفت میں ترقی ہو ان کے کانوں میں پڑیں۔ اور علم دین میں ترقی ہو ٭

(۴) نئے احباب سے ملاقات ہو اور سب دوستوں کا آپس میں تعلق بڑھے

(۵) مشورہ بجائے اعلاء کلمہ اسلام و شرع متین اس موقع پر ہو (اس آخری امر کا ایک بڑا حصہ مجلس مشاورت کی صورت میں منتقل ہو کر عموماً ایسٹر کی رخصتوں میں کیا جاتا ہے)

اس جلسہ میں حاضر ہونے کے لئے بعض ضروری آداب ہیں جن کو میں آپ صاحبان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اور جن سے سب احباب زیادہ سے زیادہ فائدہ جلسہ کا اٹھا سکتے ہیں۔

(۱) اول یہ کہ تمام لیکچروں میں باقاعدہ پوری وقت کے لئے تشریف رکھیں۔ بعض لوگوں کا یہ غلط خیال ہے کہ سوائے حضرت صاحب کے لیکچر کے باقی تقریروں کا سننا ضروری نہیں۔ کیا ان مضامین کی اہمیت کا کوئی انکار کر سکتا ہے۔ جو دیگر لیکچرار صاحبان بیان کرتے ہیں۔ وہ مضامین زمانہ اور حالات موجودہ کے مطابق پہلے سے سوچ سمجھ کر اور بمشورہ حضرت خلیفۃ المسیح ان کے لئے موزوں لیکچرار مقرر کر کے پروگرام میں شائع کئے جاتے ہیں۔ لیکچرار ان کے لئے پہلے سے تیاری کر کے اور ترتیب دیکر سٹیج پر آتے ہیں اس صورت میں کس قدر ناقدر شناسی ہوگی۔ اگر آنے والے اصحاب ان باتوں کو غیر ضروری سمجھیں۔ اور اپنا وقت صرف جلسہ گاہ سے باہر ٹہلنے یا دکانوں کے مال کی پڑتال میں ضائع کریں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے لیکچرار صرف لیکچرار ہی نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ جماعت میں اپنے کاموں اور بزرگی اور دینداری کے لحاظ سے بھی اعلیٰ مقام کے انسان ہوتے ہیں۔ اور ان کے لیکچروں میں صرف الفاظ ہی نہیں

بلکہ روحانیت کی ایک رَو بہتی ہوتی ہے۔ اور انسان ایسی جگہ صرف زبانی دلائل کا ہی فائدہ نہیں اٹھاتا۔ بلکہ باطنی نور سے بھی مستفیض ہوتا ہے ۞

(۲) جلسہ گاہ آنے میں جگہ لینے اور بیٹھنے اور باہر نکلنے غرض ہر حرکت و سکون میں احباب وقار اور سکون کو مدنظر رکھیں۔ ہمارے معمولی جلسوں کو دیکھ کر دشمن پر بھی ہمارے اعلیٰ اخلاق اور ترتیب اور انتظام کا اثر ہونا چاہیئے۔ اور جس طرح ہم اپنے آپ کو منضبط اور ایک مرکز سے وابستہ تنظیم شدہ جماعت خیال کرتے ہیں۔ اسی طرح عملی طور پر بھی ہم کو ایسا ہی بن کر دکھانا چاہیئے۔ پس ہم کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ہم سے کسی دوست کو تکلیف نہ پہنچے جلسہ گاہ میں وقت پر پہنچ جاویں۔ اور جہاں تک ہو سکے سوائے ضروری فطرتی حاجات کے تمام لیکچروں اور دعاؤں میں پورے وقت حاضر رہیں۔ جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جائیں۔ حتیٰ الوسع لوگوں کے کندھوں پر سے پھلانگتے نہ جائیں۔ اور ایسی جگہ نہ لیں۔ جہاں بیٹھنے سے دوسروں کو تنگی اور تکلیف ہو۔ اگر لیکچر سنائی نہ دے۔ تو بھی ایسے موقع پر اُٹھ کر چلے جانا منع ہے کیونکہ باوجود لیکچر نہ سننے کے علم دین کی مجلس میں بیٹھے رہنے کی احادیث میں بہت تاکید آئی ہے۔ اور انسان اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں کا وارث ہوتا ہے غرض جہاں تک ہو۔ جلسہ کی رونق کو دوبالا کر کے ثواب میں حصہ لیں۔ جو دوست کسی اشد ضرورت کے لئے اُٹھیں۔ وہ اسی طرح خاموشی اور آہستگی سے جائیں کہ دوسروں کا حرج نہ ہو۔ اور اپنی ضرورت رفع کر کے فوراً واپس تشریف لے آویں۔ جم کر سننے کی عادت ڈالنی چاہیئے اور توجہ سے لیکچر سننا چاہیئے۔ جو لوگ نوٹ کر سکتے ہوں وہ سب ضروری باتوں کو نوٹ کر لیں۔ اور یہ سمجھ لیں۔ کہ جو تعلیم انکو یہاں ملیگی۔ اسپر سال آیندہ بلکہ ہمیشہ عمل کرنا ہے وہ یہاں علم سیکھنے آتے ہیں۔ اس لئے کہ آیندہ عمل کریں۔ اور اپنی زندگی کو درست کریں۔ لیکچر کے موقعہ پر لیکچر گاہ کے اندر باتیں کرنا نہایت نامناسب بات ہے۔ اس سے نہ صرف آدمی خود محروم ہو جاتا ہے۔ بلکہ جس سے باتیں کرتا ہے اس کو بھی اپنے ساتھ ہی محروم کرتا ہے۔ اور اگر جلسہ گاہ میں ۲۰-۲۵ آدمی بہت آہستہ آہستہ باتیں شروع کر دیں تو اتنا شور ہو جاتا ہے کہ باقی لوگ سن نہیں سکتے۔ پس ایسا نہ ہو کہ بجائے فائدہ کے نقصان اٹھاؤ۔ اور دوسروں کو نقصان پہنچا کر نہ صرف جلسہ کے فوائد سے خود محروم رہ جاؤ بلکہ دوسروں کو بھی محروم کر دو۔ جلسہ گاہ میں سٹیج پر بیٹھنے کے لئے ٹکٹ مقرر ہیں۔ جو منتظم صاحب سٹیج سے مل سکتے ہیں جو صاحب سٹیج پر بیٹھنا چاہیں وہ پہلے ان سے ٹکٹ لے لیں۔ جس جگہ کے لئے ٹکٹ مقرر ہو۔ وہاں بغیر ٹکٹ کے یا منتظمین کی اجازت کے بیٹھ جانا ہمارے لئے مناسب نہیں ہمارے احباب کو ایسی باتوں کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ منتظم صاحب سٹیج کا اختیار ہے کہ جس کو چاہیں۔ ٹکٹ دیں۔

جب حضرت خلیفۃ المسیح تشریف لاویں یا لیجائیں تو جو لوگ جلسہ گاہ میں بیٹھے ہوں وہ اپنی جگہ بیٹھے رہیں۔ اسوقت کھڑے ہونے یا مصافحہ کرنے کی کوشش نہ کریں۔ کیونکہ اس سے انتظام میں ابتری پھیلتی ہے۔ اور حضرت صاحب کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور مزید براں قیمتی وقت ضائع جاتا ہے۔

(۳) جلسہ گاہ کے علاوہ باقی جو وقت احباب کو قادیان میں فرصت کا ملے۔ اسے بھی مفید اشغال میں خرچ کرنا چاہیئے سب سے مقدم اور ضروری حضرت خلیفۃ المسیح سے ملاقات ہے اس کا انتظام معرفت افسر صاحب ڈاک ہوتا ہے سب احباب کو اس کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ بعض دوست کسی جماعت کے ساتھ نہیں ہوتے۔ وہ اگر افسر صاحب ڈاک کو اطلاع دیدیں تو ان کی ملاقات کا بندوبست بھی ہو سکتا ہے جتنا وقت ملاقات کے لئے مقرر ہو۔ اس سے زیادہ نہیں لینا چاہیئے۔

اس کے علاوہ جہاں تک ہو سکے۔ پنجوقتہ نمازوں میں جماعت نماز کا التزام رکھنا چاہیئے۔ اور مسجد مبارک میں نماز باجماعت کا ایک فائدہ جلسہ کے ایام میں یہ بھی ہے۔ کہ وہاں بعض خطبے حضرت صاحب کے ان ایام میں ہوتے رہتے ہیں ان کے سننے کا موقعہ مل جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے مزار مبارک اور بہشتی مقبرہ کی زیارت ہر احمدی کا فرض ہے۔ جب کبھی وہ قادیان آیا کرے اور جلسہ میں اپنے حقیقی میزبان کے مزار پر جانا اور ان کے لئے سلام و درود کا تحفہ لے جانا کیسا ضروری امر ہے۔ جو اسپر زور دینے کی زیادہ ضرورت نہیں ۞

اس کے سوا قادیان میں رہنے والے بزرگوں سے ملنا اور ایک جماعت کا دوسری جماعت سے ملاقات کرنا اور تعارف کو زیادہ کرنا حضرت مسیح موعود نے جلسہ کے فوائد میں سے ایک فائدہ بیان کیا ہے۔

جو خاص کام نظارت کے خاص خاص محکموں سے تعلق رکھتے ہیں۔ جلسہ گاہ میں ان کی رپورٹیں سننے کے علاوہ ناظر صاحبان خاص مشورہ اور کاموں کے لئے علیحدہ بھی مل سکتے ہیں۔ احباب ایسے موقعوں سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں ۞

قادیان کا ایک خاص تحفہ وہ کتابیں ہیں جو یہاں جلسہ کے ایام میں دکانوں پر دکھی جاتی ہیں۔ یہ احمدیہ لٹریچر نہ صرف آپ کے لئے روحانی غذا ہے۔ بلکہ آپ کی آیندہ نسلوں کے لئے بھی ہے۔ اور جو علم اور حکمت ان کتابوں میں مخفی ہے وہ دنیا میں کسی اور بازار میں نہیں مل سکتا۔ پس اگر قادیان کے بازار سے کوئی تحفہ لینا ہے۔ تو بہترین تحفہ احمدیہ لٹریچر ہے۔ جو دوست اور دشمن سب کی خدمت میں پیش کیا جا سکتا ہے

بالآخر جو وقت فارغ احباب کو قادیان میں ملے۔ اُسے اللہ کے ذکر اور دعا میں خرچ کریں۔ کیونکہ یہ وہ مقام ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی برکات نازل ہوئی ہیں اور ہوتی رہتی ہیں۔ اور یہ خاص مقام استجابت دعا کا ہے۔ ایسے موقع کو ضائع نہ کریں اور اپنے لئے اور اپنے متعلقین کے لئے ہمارے کارکنوں اور مبلغین کی کامیابی کے لئے اور اسلام اور رسول کریم کی عزت اور شان کے لئے یہاں ہر موقع پر دعا کرتے رہیں ۞

(۴) اللہ تعالیٰ کا یہ ایک عظیم الشان نشان ہے کہ اس گاؤں میں جو نہ تجارت کی منڈی ہے۔ نہ زراعت کا مرکز۔ نہ یہاں کسی قسم کے کارخانے ہیں نہ یہاں ریل ہے نہ تار۔ صرف حضرت مسیح موعودؑ کی طفیل ایسی رونق اور برکت قائم کر دی ہے۔ کہ پہلے جلسہ سے جو سنہ ۱۸۹۲ء میں ہوا۔ جس میں ۳۲۷ آدمی شریک ہوئے تھے۔ اور ہر سال ترقی ہی ترقی ہوتی رہی۔ آج ہمارے دیکھتے دیکھتے اس قدر ترقی ہوئی ہے کہ پندرہ ہزار آدمی گذشتہ جلسہ پر حاضر ہوئے تھے۔ اس عظیم الشان اجتماع کے لئے ضروری ہے۔ کہ اخراجات بھی زیادہ ہوتے چلے جاویں خصوصاً جبکہ اشیاء کے نرخ بھی زمانہ کے ساتھ ساتھ گرانی کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں۔ مختصراً یہ عرض کر دینا کافی ہو گا کہ گذشتہ سال سولہ ہزار (۱۶۰۰۰) روپیہ جلسہ سالانہ کا خرچ تھا۔ یہ رقم معمولی رقم نہیں۔ اور آیندہ انشاء اللہ ترقی کے ساتھ یہ خرچ بھی بڑھتا جائے گا ۞

اور اگر انتظام اور مہمانوں کی آسائش اور طعام میں موجودہ سے زیادہ ترقی کی گئی۔ تو خرچ کی مزید زیادتی بھی لازمی طور پر ہوگی یہ تمام اخراجات میزبانوں کو نہیں بلکہ مہمانوں کو ہی دینے ہونگے پس میں آپ کی توجہ اس ضروری امر کی طرف منعطف کرانا چاہتا ہوں کہ جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے ایک شق اس کے پورے اخراجات کا مہیا کرنا بھی ہے۔ صرف نقد چندہ ناظر صاحب بیت المال یا ناظر ضیافت کی تحریک پر جمع کر کے قادیان بھیجدینا اب ہرگز کافی نہیں۔ یہ ضروری ہے کہ بیرونی جماعتیں اب اس مد کو ایک بڑی مد سمجھکر ۱۲ ماہ برابر اس کے لئے کوشش کرتی رہیں۔ تاکہ وقت پر دوسری مدات سے روپیہ نکالکر ان کو نقصان نہ پہنچے۔ اب معاملہ سینکڑوں کا نہیں۔ بلکہ بیس ہزار (۲۰۰۰۰) روپیہ کا ہے جو تمام جماعتوں نے صرف سالانہ جلسہ کے لئے جمع کرنا ہے۔ اس میں اگر مقامی اُمراء اور عہدیداران اور کارکن توجہ فرماویں تو بہت سی امداد اجناس کی صورت میں مہیا ہو سکتی ہے۔ میں اس کام کے لئے خاص توجہ اور کوشش کا خواستگار ہوں۔ ہر جماعت کے کارکن اس وقت میرے مخاطب ہیں۔ اور میں ان سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ اس جلسہ سے جاتے ہی ہر قسم کی جنس اور نقد کا باقاعدہ انتظام کریں۔ اور ہر شخص اس بوجھ کو اپنی حیثیت اور حالات کے

مطابق اٹھانے کی کوشش کرے۔ ایک مٹی کے برتن سے لیکر بڑی سے بڑی رقم تک یہ کے ساتھ قبول کی جاویگی۔ اور اللہ کے ہاں جو اجر ہوگا۔ وہ بہت بڑا ہے ٭

جلسہ سالانہ کا محکمہ اب ایک مستقل محکمہ ہے اور اسکی تحریک اب سالانہ نہیں۔ بلکہ دائمی ہے۔ اور اس کیلئے خرچ کا انتظام اب ایسا ہی ماہوار اور فصلانہ ہونا چاہیئے جیسے باقاعدہ دیگر چندوں کا۔ اور ہر شخص کو خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ مختصر جماعت ہو یا بڑی۔ اس بوجھ کو اپنے کندھوں پر اٹھانا چاہیئے۔ اور واپسی پر ہر جگہ مقامی جلسے کر کے مجھے اطلاع کرنی چاہیئے کہ آپ صاحبان کس صورت میں اور کس طرح اس خرچ کو پورا کرنے میں ہماری مدد کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کام میں آپ کو ہمت اور کامیابی عطا فرماوے۔

جلسے کے اخراجات کے ضمن میں ایک سوال مستقل جلسگاہ کا بھی ہے۔ ایسا جلسہ گاہ جسمیں ایک خطیب زیادہ سے زیادہ آدمیوں کو اپنی آواز پہنچا سکتا ہے۔ اتنا وسیع ہونا چاہیئے کہ اسمیں ۱۵ ہزار نفوس بیٹھ سکیں۔ ایسا مستقل جلسہ گاہ ۷ ہزار روپیہ میں بن سکتا ہے اور اسکی موجودگی میں پھر ہر سال عارضی جلسہ گاہ بنانے اور پھر اسے گرانے کی تکلیف جاتی رہیگی اور علاوہ جلسہ سالانہ کے وہ دیگر تقریبوں پر بھی کام آسکیگا۔ اور سالانہ ایک ہزار کے قریب جو صرف جلسگاہ کے بنانے اور شہتیروں اور دیگر سامان کے کرایہ پر خرچ ہوتا ہے اس سے بھی نجات مل جائیگی۔ یہ تجویز کئی سال زیر غور رہ کر بالآخر اس درجہ تک آپہنچی ہے کہ جلسہ گاہ کی جگہ اور اس کا نقشہ اور اس کا اسٹیمیٹ سب تیار ہے۔ صرف اخراجات کا سوال ہے۔ اور موجودہ صورت میں سستے سے سستا مستقل جلسگاہ ۷ ہزار روپیہ کا خرچ چاہتا ہے۔ پس یہ تحریک بھی میں اس موقعہ پر اپنے احباب کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ اخراجات جلسہ کے ساتھ ساتھ اسے بھی مدنظر رکھیں۔ اور اپنے اپنے مقامات پر اپنی انجمنوں میں اسے پیش کر کے یہ کوشش کریں کہ یہ تحریک ۱۹۲۶ء میں ہی بار آور ہو جائے۔ اور آئندہ جلسہ پر آپ صاحبان بجائے عارضی اور کرایہ کے جلسہ گاہ کے اپنی مستقل جلسہ گاہ میں تشریف رکھتے ہوں جو اہل وسعت اور سابق بالخیرات بزرگ اسی جلسہ میں اس تحریک پر نقد لبیک کہنے یا وعدہ کرنے کے لئے تیار ہوں وہ بڑی خوشی سے اس میں حصہ لے سکتے ہیں۔

آخر میں میں پھر اللہ تعالیٰ کا شکریہ اور اسکی حمد کرتے ہوئے آپ صاحبان کا پھر شکریہ اور خیر مقدم کرتا ہوں اور آپکی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ اگر کوئی غفلت یا قصور ہم منتظمین کی طرف سے سرزد ہو جائے تو اسکو معاف فرما دیں اور ہمارے لئے اصلاح کی دعا کریں۔ اور ہماری کوتاہیوں سے چشم پوشی کریں۔ اس جلسہ کو ہر طرح کامیاب بنانے کی کوشش کریں اور آئندہ جلسوں کے لئے ابھی سے تیاری کرنی شروع کر دیں اپنی بچوں اور اہل و عیال کو جہاں تک ہو ہمراہ لایا کریں تاکہ انکو بھی سلسلہ سے اور اس کام سے تعلق اور دلچسپی پیدا ہو اور ساتھ ہی یہ بھی کوشش کریں کہ ہمارے مخالف بھی اس موقع پر قادیان آویں یہاں کے حالات اور رونق ارض حرم کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور علوم اور حقائق و معارف تقریروں کو اپنے کانوں سے سنیں تاکہ وہ بھی اس روحانی چشمہ سے سیراب ہونے کی توفیق پائیں جسے خدا نے اس سخت

ظلی نبوت اور غیر مبایعین

(نمبر ۱)

دو مرتبہ ناظرین "الفضل" معلوم کر چکے ہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے ظلی نبی کو غیر نبی اور ولی ثابت کرنے کے لئے ظل اللہ کا محاورہ پیش کیا تھا۔ میں نے جن دلائل کے ساتھ ان کی اس تشریح اور مغالطہ کو ملیامیٹ کیا ہے۔ ناظرین ان سے خوب واقف ہو چکے ہیں۔ ان دلائل سے لاہوری کیمپ میں ایک کھلبلی سی مچ گئی ہے اور میرے چیلنج پر چیلنج دیکھ کر ان میں سخت گھبراہٹ پیدا ہو گئی۔ چنانچہ پیغام کی اب یہ حالت ہو گئی ہے۔ کہ وہ تو تو میں میں پر اتر آیا ہے۔ مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں۔ پیغام مجھے جو چاہے کہے۔ میں اس کے جواب میں ہرگز ویسی روش اختیار نہیں کر سکتا کیونکہ ہم جب خدا تعالیٰ کے فضل سے دلائل قاہرہ سے مسلح ہیں تو ہمیں اتہامات پر حملے کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ٭

میں نے جناب مولوی محمد علی صاحب کی تشریح کو ملیامیٹ کرتے ہوئے حقیقۃ الوحی کا صفحہ ۳۹۱ پیش کر کے بتایا تھا۔ کہ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظلی نبوت کو ولایت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ پیغام نے اس دلیل کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے ٭

پھر میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات سے دکھایا تھا کہ آپ اپنے تئیں چونکہ کامل ظل قرار دیتے ہیں اس لئے آپ کی ظلی نبوت کو ظل اللہ کے محاورہ پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ ظل اللہ خدا کا ناقص ظل ہے۔ اور ناقص ظل پر کامل ظل کا قیاس قیاس مع الفارق ہے ٭

میری اس دلیل سے پیغام اسقدر پریشان ہوا ہے کہ وہ اب اپنا چھٹکارا صرف اسی بات میں سمجھتا ہے کہ مسیح موعودؑ کو بھی ناقص ظل قرار دے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:۔

"اب پہلا شخص صفات الٰہیہ کا ظل ہے۔ دوسرا صفات نبوۃ کا ظل اگر پہلا ناقص ہے تو دوسرا بھی ناقص۔ کیوں؟ وجہ یہ کہ خدا لامحدود ہے۔ انسان محدود۔ اس لئے خدا کی برابری نہیں ہو سکتی۔ اور خدائی صفات کامل طور پر انسان میں نہیں آسکتیں۔ دوسرا یعنے ظلی نبی کیوں ناقص ہے اس لئے کہ ہم خود مانتے ہیں۔ کہ جس شخص کا وہ ظل ہے وہ صاحب الشریعت نبی تھا۔ اسپر قرآن جیسا الہام نازل ہوا۔ لیکن جسے ظلی نبی نہیں مانتے (معلوم ہوتا ہے "نہیں" کا لفظ پیغام سے غلطی سے لکھا گیا ہے۔ اور اصل مقصد اس کا "جسے ظلی نبی مانتے ہیں" ہے) وہ نہ صاحب الشریعت نبی تھا اور نہ قرآن جیسا مکمل کلام اسپر نازل ہوا۔ گویا دوسرا شخص بھی کامل ظل نہ ہوا۔ کیونکہ اس نے نبوت کی ساری صفات اپنے اندر نہ لیں"۔ پیغام صلح ۸ نومبر ۱۹۲۵ء

اس کے بعد مجھے مخاطب کر کے پیغام اس طرح گوہر افشانی کرتا ہے کہ اب اس سے اگر مولوی صاحب کا دماغ پراگندہ ہو جائے تو ہمیں معاف رکھیں۔ اور پہلے اپنے دماغ کا علاج کرائیں۔

پیغام کی گو تمام کوشش یہی ہوتی ہے کہ لوگوں کے دماغوں کو پراگندہ کرے۔ اور پیچیدگیاں پیدا کر کے مغالطوں میں ڈالے مگر وہ مطلع رہے۔ کہ خدا کے فضل و کرم سے میرے دماغ میں ذرا بھر بھی پراگندگی پیدا نہیں ہوئی۔ ہمارے پاس بفضل خدا مسیح موعود علیہ السلام کی ایسی تحریرات موجود ہیں۔ جن کو پڑھکر ہر شخص معلوم کر لیگا کہ کس کا دماغ پراگندہ ہو چکا ہے۔ میرا یا پیغام کا۔

پیغام نے مولوی محمد علی صاحب کی تحریر کو درست ثابت کرنے کی وکالت اختیار کرتے ہوئے ہرگز اس بات کی پرواہ نہیں کی کہ وہ جو کچھ لکھ رہا ہے۔ وہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے خلاف ہے یا موافق ٭

میں نے دو مرتبہ اس سے قبل۔ نزول المسیح۔ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ۔ اور تذکرۃ الشہادتین کے حوالجات سے ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے تئیں ناقص ظل نہیں بلکہ کامل ظل قرار دیتے ہیں۔ اب یہ نہیں کہا جا سکتا کہ پیغام نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان تحریرات سے ناواقف ہونے کی وجہ سے آپ کو ناقص ظل لکھا ہے۔ کیونکہ میں اپنے گذشتہ مضامین میں ان کتب کے حوالجات دے چکا ہوں جب پیغام نے میرے مضامین کا جواب لکھا ہے تو ضرور اس نے میرے مضامین پڑھے ہیں۔ پس پیغام نے عمداً اخفائے حق سے کام لیا ہے تاکہ جناب مولوی محمد علی صاحب کے استدلال کی صحت ثابت کر سکے۔ میں اس جگہ اظہار حق کے لئے پھر ایک دو حوالے پیش کر دیتا ہوں۔ حضور اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں فرماتے ہیں:۔

"اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں"

نزول المسیح صفحہ ۳ پر فرماتے ہیں:۔

"اور میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں۔ جسمیں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے"

پھر تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۳ پر فرماتے ہیں:۔

"حکمت الٰہی نے تقاضا کیا کہ پہلے بہت سے خلفاء کو برعایت ختم نبوت بھیجا جائے۔ اور ان کا نام نبی

نہ رکھا جائے اور یہ مرتبہ ان کو نہ دیا جائے تو عظیم نبوت پر یہ نشان ہو۔ پھر آخری خلیفہ یعنے مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا جائے۔ تا خلافت کے امر میں دونوں سلسلوں (سلسلہ موسوی و محمدی) ناقص کی مشابہت ثابت ہو جائے اور ہم کئی دفعہ لکھ چکے ہیں کہ مسیح موعود کی نبوت ظلی طور پر ہے۔ کیونکہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بروز کامل ہونے کی وجہ سے نفس نبی سے مستفیض ہو کر نبی کہلانے کا مستحق ہو گیا ہے"۔

بہرحال یہ حوالجات بتا رہے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کامل بروز اور کامل ظل ہیں۔ اور تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ آپ کو ظلی طور پر ملے ہیں۔ اور پہلے خلفاء کو ایسی کامل ظلی نبوت نہیں ملی۔ جس کی وجہ سے وہ نبی کے نام سے پکارے جانے کے مستحق ہوتے۔ بلکہ یہ شرف صرف مسیح موعودؑ کو ہی حاصل ہوا ہے۔

اب پیغام سوچ لے۔ تیرا دماغ پراگندہ ہے۔ جو مسیح موعودؑ کی تحریرات کی بناء پر انہیں کامل ظل قرار دے رہا ہے یا وہ خود کبھی دماغی اصلاح کی ضرورت رکھتا ہے۔

میں پیغام سے پوچھتا ہوں۔ جب تم مسیح موعودؑ کو صادق سمجھتے ہو۔ تو بتاؤ۔ جب آپ اپنے تئیں کامل ظل قرار دے رہے ہیں تو تمہارا کیا حق ہے کہ آپ کی تحریرات کے خلاف آپ کو ناقص ظل کہو۔ پیغام کو مغالطہ لگا ہے۔ کہ وہ نبی کامل ہونے کے لئے شریعت یا قرآن جیسے الہام کا ہونا ضروری سمجھتا ہے۔ میں اول تو پوچھتا ہوں۔ کہ اگر یہ خیال درست ہے۔ تو حضرت مسیح موعودؑ نے باوجود نئی شریعت نہ لانے یا قرآن مجید جیسا الہام پانے کے بغیر کیوں اپنے تئیں کامل ظل و بروز قرار دیا۔ پیغام کی یہ ساری غلط فہمی رفع ہو جاتی۔ اگر وہ یہ سمجھ لیتا۔ کہ نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری نہیں۔ نئی شریعت کا ملنا نبوت پر امر زائد ہے۔ اور نئی شریعت ضرورت کے ماتحت ملتی ہے۔ نفس نبوۃ کے لئے شریعت کا پانا شرط نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ جب اپنے تئیں کامل ظل کہتے ہیں۔ تو نفس نبوت کو مدنظر رکھ کر کہتے ہیں۔ یعنے آپ کو انعام نبوت بتوسل نبوت محمدیہ ملا ہے۔ اب جب نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری ہی نہیں۔ تو کامل ظلیت کے لئے شریعت کا ہونا بھی ضروری نہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام خود فرماتے ہیں:۔

"اور نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں"

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)

پس جب یہ امر واضح ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کامل ظل ہیں تو کامل ظل کو خدا کے ناقص ظل پر کسی طرح قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

پیغام نے اپنے ایک سابقہ مضمون میں ایک حوالہ پیش کیا تھا جس میں مومن کے صفات الٰہیہ کو جذب کرنے کا ذکر تھا میں نے لکھا تھا کہ یہ حوالہ کامل ظلی نبوت کے مقابل پیش نہیں ہو سکتا کوئی ایسا حوالہ پیش کرو۔ جس سے یہ ثابت ہو کہ انسان کامل طور پر خدا کا ظل ہو سکتا ہے۔ اور اس کی الوہیت کی تمام صفات کو جذب کر سکتا ہے۔ اس کے جواب میں پیغام حقیقۃ الوحی صفحہ ۵۱ سے ایک عبارت نقل کرتا ہے۔ حالانکہ اس میں کہیں بھی یہ بات موجود نہیں۔ کہ انسان کامل طور پر خدا کی صفات کو جذب کر سکتا ہے۔ پھر ذرا اختلال حواس مشاہدہ ہو۔ اس حوالہ سے چند سطریں اوپر پیغام خود لکھتا ہے"۔ کہ خدائی صفات کامل طور پر انسان میں نہیں آسکتیں"۔ اور آگے چلکر جو تحریر پیش کرتا ہے۔ اس سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ انسان کامل طور پر خدا کے صفات کو جذب کر لیتا ہے یہ پراگندگی دماغ ہے یا نہیں۔

غیر مبایعین کی عام عادت ہے کہ وہ دوسرے کی باتوں کو خواہ وہ اپنے ساتھ کس قدر دلائل رکھتی ہوں۔ ایجاد قرار دینا شروع کر دیتے ہیں۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب نے خاتم النبیین کے معنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر سے نبی بننا کرنے کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی ایجاد قرار دیا ہے۔ حالانکہ خود مولوی محمد علی صاحب ایک وقت یہی معنے لکھ چکے ہیں۔ جو رسالہ احمد مسیح موعود میں شائع ہو چکے ہیں۔ بعینہ مولوی صاحب کے نقش قدم پر چلتا ہوا پیغام لکھتا ہے:۔

"مولوی صاحب اپنے عجیب غریب دماغ سے ایک نئی اصطلاح ظلی مومن کی بھی ایجاد فرماتے ہیں"

پھر اس پر چیں بجبیں ہو کر لکھتا ہے:۔

"ایسے شخص کو کون سمجھا سکتا ہے"

حالانکہ میں نے اپنی طرف سے کوئی ایجاد نہیں کی۔ بلکہ میں نے اس کا ثبوت ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۸ سے دیا تھا۔ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام مقام شرف وعزت حتی کہ ادنیٰ درجہ کے ایمان کے بھی ظلی طور پر ملنے کا ذکر فرمایا ہے۔ اس حوالہ کی بناء پر میں نے سوال کیا تھا۔ جب مسیح موعودؑ کی تحریر سے عیاں ہے کہ تمام مراتب خواہ صدیقیت ہوں۔ خواہ شہیدیت خواہ صالحیت ہوں خواہ ایمان ظلی طور پر ملتے ہیں۔ تو کیا ظلی مومن کو غیر مومن کہو گے۔ اگر نہیں تو ظلی نبی کو جبکہ وہ کامل ظل ہو کیوں نبی نہ کہا جائے۔ ہاں اگر یہ اعلان کر دو۔ کہ ظلی مومن مومن نہیں ہوتا۔ اور امت محمدیہ میں کوئی مومن نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جو ہو گا ظلی طور پر ہو گا۔ جو نہ ہونے کے برابر ہے۔ تو الگ بات ہے۔

شکر ہے کہ پیغام نے ہمارے دلائل سے متاثر ہو کر اتنا تو تسلیم کر لیا۔ کہ ظلی طور پر کسی چیز کا ملنا نہ ملنے کے برابر نہیں حالانکہ مولوی محمد علی صاحب مسیح موعودؑ کو ظلی نبی یعنے غیر نبی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ پیغام لکھتا ہے:۔

"کسی شخص کو ظل تب کہا جائے گا۔ جب اس میں خدائی صفات کا جلوہ نظر آئے۔ ورنہ ایک بے حقیقت اور وہمی بات پر ظل کا لفظ نہیں آسکتا"۔ پیغام صلح ۸ نومبر ۱۹۲۵ء

پس جب یہ امر مسلم فریقین ہو گیا۔ کہ ظلی طور پر کسی چیز کا ملنا وہمی بات نہیں۔ بلکہ ظلی طور پر کسی صفت یا شئے کا ملنا یہ معنی رکھتا ہے۔ کہ حقیقتاً وہ چیز انسان کو مل گئی۔ تو اب مسیح موعودؑ کا فرمان ملاحظہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں"۔ (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)

جب نبوت محمدیہ بھی مل گئی۔ اور وہمی طور پر نہیں بلکہ حقیقتاً تو پیغام خود غور کرے کہ پھر اسے مسیح موعودؑ کو غیر نبی قرار دینے کا کیا حق ہے۔ کیوں نہ یہ مانا جائے۔ کہ درحقیقت آپ کو نبوت مل گئی۔

پیغام چیلنج دینے پر بہت گھبرا گیا ہے اور لکھتا ہے:۔

"میں مولوی صاحب کو چیلنج نہیں دیتا۔ کیونکہ یہ انہیں کی پارٹی کا طرۂ امتیاز ہے"۔

بے شک یہ ہمارا طرۂ امتیاز ہے۔ اور اس کی یہ وجہ ہے کہ ہم بفضل خدا دلائل سے آراستہ ہیں۔ چیلنج دینا کوئی معیوب بات نہیں۔ قرآن کریم نے مخالفین کو چیلنج دیا۔ فأتوا بسورة من مثله۔ حضرت مسیح موعود مخالفین کو للکارتے رہے اور انعامی چیلنج دیتے رہے۔ اگر ہمیں قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کی توفیق مل جائے تو ہمارے لئے ہزار خوشی کا مقام ہے۔

پیغام کہتا ہے۔ کہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کا جواب تب دوں گا۔ جب میں حضرت مجدد صاحب سرہندی کی تحریر صفحہ ۳۹۱ کی عبارت نکالکر دکھا دوں گا۔ سو اس کے جواب میں واضح ہو کہ اس عبارت کا مکتوبات سے نکالنا محض ہمارا ہی فرض نہیں۔ آپ کا بھی اسی طرح فرض ہے۔ پھر یہ عبارت ہمارے مقصد کے خلاف نہیں ہو سکتی۔ اس سے آگے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم سے نبوت کی تعریف کر کے اپنے تئیں اس تعریف کا مصداق قرار دیا ہے۔ اور صاف بتا دیا ہے۔ کہ امت محمدیہ میں صرف میں ہی ایک فرد اس تعریف کا مصداق ہوا ہوں اور دوسرے تمام لوگ نبی کا نام پانے سے محروم رہے ہیں کیونکہ انہیں شرط نبوت نہیں پائی گئی۔ اگر آپ کی مراد اپنی نبوت سے ایسی ظلی نبوۃ تھی جس کو ولایت سمجھنا چاہیئے۔ تو اولیاء اللہ سے اپنے تئیں علیحدہ کر کے نبوت کیلئے ایک فرد مخصوص کس طرح قرار دیتے۔ پیغام غور کرے کہ جب حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن مجید سے تعریف لکھ کر اپنے تئیں اس تعریف کا مصداق قرار دیدیا ہے۔ تو اب ہمیں مکتوبات سے یہ حوالہ تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور مسیح موعود کو قرآنی معنوں میں نبی ماننے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔

خاکسار قاضی محمد نذیر از لائل پور

دلچسپ نوٹ

مترجمہ از ریویو آف ریلیجنز انگریزی ماہ اکتوبر ۱۹۲۵ء

زندہ مذہب

ماڈرن ریویو" رقمطراز ہے:-

"ریویو آف ریلیجنز کا ایک نامہ نگار دعوےٰ کرتا ہے۔ کہ صرف اسلام ہی زندہ مذہب ہے۔ اس میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں۔ کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ کیونکہ یہ اچھے پھل پیدا کرتا رہا۔ اور اب بھی کر رہا ہے۔ لیکن یہ بات محدود نہیں کی جا سکتی۔ کہ صرف اسلام یا کوئی دوسرا خاص مذہب زندہ ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہندو دھرم۔ جینی ازم۔ زرتشتی مذہب۔ بدھ مت۔ عیسویت اسلام وغیرہ وغیرہ تمام مذاہب اچھے اچھے پھل لاتے رہے ہیں اور اب بھی لا رہے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ تمام ادیان کے پیروؤں سے جو اس کے جویان ہیں ہمکلام ہوتا ہے"

کیا ہم اپنے معزز ہمعصر سے ان لوگوں کے نام اور پتے دریافت کر سکتے ہیں۔ جو اسلام کے سوا کوئی اور دین رکھتے ہوئے یہ دعوےٰ کرتے ہوں۔ کہ خدا ان کے ساتھ اسی طرح ہمکلام ہوتا ہے۔ جس طرح ازمنہ سابقہ میں مختلف پیغمبروں سے ہوتا رہا

اسلام میں عورت

"دی مائنیا پولس" جنرل رقمطراز ہے:-

"پریذیڈنٹ ہارڈنگ نے ۱۹۱۱ء میں "مکسڈ ایجپشن ٹربیونل" کے لئے جو امریکن جج مقرر کیا اور جس نے اپنا کام قاہرہ میں شروع کیا تھا۔ اس نے "ایشیا میگزین" میں مسلمان عورتوں کے متعلق اپنی وہ قیمتی رائے بیان کی ہے۔ جو وادئی نیل کے باشندوں کے خانگی تنازعات کے مسلسل چودہ سال تک فیصلے کرتے رہنے کے سبب تجربتہً اسے حاصل ہوئی۔ جج پیری ریٹس نیو اورلین کا باشندہ ہے۔ اور کئی سال تک وہاں قانونی پریکٹس کرتا رہا ہے۔ وہ ایک وسیع علم کا مالک ہے۔ اور بالکل صاف دلی کے ساتھ اپنی اس رائے کو پیش کرتا اور اپنے اس مشاہدہ کو کہ کس طرح مسلمان عورتیں رفتہ رفتہ زمانہ کے ساتھ ترقی کرتی چلی گئیں حیطۂ بیان میں لاتا ہے۔ چنانچہ جج موصوف کا بیان ہے۔ کہ اکثر مسلمان عورتیں نہ صرف شہری بلکہ دہقانی بھی اپنے خانگی مقدمات میں اس کے سامنے نہایت سنجیدگی کے ساتھ مدلل بحث و مباحثہ کرتیں۔ اور تمام پہلوؤں پر شائستگی کے ساتھ روشنی ڈالتیں۔ از خود بھی وہ یہ کام کرتیں۔ لیکن بسا اوقات وہ اپنے خاوندوں یا اپنے بھائیوں یا اپنے بیٹوں کی طرف سے بھی اس کام کے لئے مقرر کی جاتیں۔ اور صرف اس لئے مقرر کی جاتیں۔ کہ ایک تو ان کے دعووں میں ان کے عزت ہوتی اور دوسرے انہیں ان پر اعتماد کلی ہوتا۔ کہ وہ ان سے بہتر اس معاملہ کو سلجھا سکتی ہیں۔ امریکن جج دنیائے اسلام کی ان مسلمان عورتوں کی اس پوشیدہ استعداد اور عظمت کو بغیر لومتہ لائم مکہ اور مدینہ کے پیغامبر (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی طرف منسوب کرتا ہوا لکھتا ہے:-

"اسلامی قوانین کی صحیح حقیقت میرے ذہن میں نہایت صفائی کے ساتھ داخل ہو گئی۔ کیونکہ میں نے اسی وقت اور اسی جگہ یہ معلوم کر لیا تھا۔ کہ اسلام میں عورت کو ایک معزز اور مؤقر حیثیت حاصل ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ پیغامبر محمدؐ (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے ساتویں صدی عیسوی میں ظاہر ہو کر شادی شدہ مسلمان عورتوں کو جائدادوں میں غیر معمولی حقوق عطا فرمائے۔ اور ابھی میری تحقیقات ختم نہ ہونے پائی تھی کہ مجھے اس بات کا کامل یقین ہو گیا۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) بلا شک و شبہ حقوق النساء کے معاملہ میں ایک ایسا جری انسان تھا۔ کہ جس کی مثال اگر چراغ لے کر بھی تلاش کی جائے۔ تو دنیا کے کسی گوشہ میں نہ ملے"

نائیجیریا میں احمدیت

ویسٹ افریقہ" کے مسلمانوں کی بیداری کا تذکرہ کرتے ہوئے لنڈن کا رسالہ "دی افریقن ورلڈ" یوں رائے زن ہے:-

"نائیجیریا میں احمدیہ جماعت آزادی حقوق کی جدوجہد میں سب سے پیش پیش ہے۔ چندہی سال کی بات ہے۔ کہ وہاں احمدی وکیل اور احمدی ڈاکٹر پریکٹس کرتے نظر آئیں گے کیونکہ ان لوگوں کی رفتار نائیجیریا میں روز افزوں ترقی پر ہے اور افریقن عیسائی یورپ یا امریکہ کی طرف منہ اٹھا اٹھا کر جب دیکھتے ہیں کہ وہاں سے ہی کوئی روشنی پہنچے اور وہاں سے ہی کوئی آکر ان کا لیڈر بنے تو مسلمان مشرق کی طرف رخ کرتے ہیں۔ اور اپنی زندگیوں کو بھی بالکل مشرقی نمونہ کے مطابق بناتے ہیں۔ یہ یقینی بات ہے۔ کہ چند سال میں ہی افریقوی مسلمان زندگی کے ہر شعبہ میں اس ملک کے عیسائیوں کے دوش بدوش نظر آئیں گے اور سیاست مدن کے ایک دانا مبصر کو یہ بات بالکل منقح طور پر نظر آ رہی ہے۔ کہ تاج برطانیہ کے ساتھ ان لوگوں کی وفاداری بالکل اسی طرح صادقانہ اور مخلصانہ ہو جائے گی۔ جس طرح کہ عیسائیوں کی ہے۔ یا ان کے جملہ ہم مذہب احمدی افراد کی"

مسیحی عقائد کی اصلاح

ماہ اگست میں روئے زمین کے تمام پروٹسٹنٹ عیسائیوں کی ایک کانفرنس شہر سٹاک ہام میں منعقد ہوئی تھی۔ جس کے مختصر اغراض حسب ذیل ہیں:-

۱۔ کلیسیا کے کاموں کو دنیا پر ظاہر کرنا۔

۲۔ کلیسا میں جو جو نقص ہیں ان پر آزادانہ غور فکر کرنا۔

۳۔ روئے زمین کے تمام کلیساؤں میں اتحاد و یکجہتی پیدا کرنا۔

۴۔ فرقہ وارانہ منافرت اور ملکی امتیازات کو اٹھانا۔

۵۔ محاربہ یورپ کے پائمال شدہ یورپین کلیساؤں کی مدد کرنا۔

۶۔ خداوند یسوع مسیح کی انجیل کو حالات [illegible] دور جدید کے اہم مسائل پر چسپاں کرنا۔

اس کانفرنس کے نمائندوں کا یہ بھی خیال ہے۔ کہ کلیسا کا ایک کام یہ بھی ہے۔ کہ وہ بجائے اس کے کہ اس امر کو کسی آئندہ زمانہ پر اٹھا رکھے۔ اس وقت ہی بہشت کو زمین پر قائم کرنے کے لئے تگ و دو کرے۔ ماسوا ازیں ان لوگوں کی یہ خواہش بھی ہے۔ کہ منجملہ اور کاموں کے کلیسیا بطور فرض اولین لوگوں کے دل سے یہ خیال محو کر دینے کے کام کو بھی سرانجام دے۔ کہ دنیا دکھ درد کی جگہ ہے۔ اور یہ کہ اس میں گناہ ہی گناہ ہے اور پس پھر اس بات کو بھی نسیاً منسیاً کرنے کی کوشش کرے۔ کہ حوا کے آدم کو ممنوعہ پھل کھلا دینے سے دنیا ابدی لعنتی اور دائمی منحوس نہیں ہو گئی کہ جو بھی اس میں آئے گنہگار ہی آئے اور نیکوکار کوئی بھی پیدا نہ ہو۔ اور سکھ اور آسائش کوئی بھی نہ پائے۔

یسوعی گلہ بڑہانے کے لئے مزورانہ کوششیں

مسیحی مناد یسوعی گلے کو بڑہانے کیلئے اپنے مذہب کے محاسن اور اپنی تعلیم کی خوبیاں بیان کرنے کی بجائے بعض ایسے طریق استعمال کرتے ہیں۔ جو مطلقاً جائز نہیں کہے جا سکتے۔ عیسائیوں کے ان طریقوں کے متعلق پیوپل کی آرا کا لب لباب جو "دی کرسچین ورک" میں استفہام اقراری کے رنگ میں درج ہوا ہے۔ نہایت ہی مزیدار ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ عیسائی نہ اپنی تعلیم کے زور سے بلکہ حیلہ بازی اور مزورانہ روش و رفتار کے ذریعہ سادہ لوح افراد کو یسوعی اصطباغ کے دو گھونٹ پلاتے ہیں۔ مختصر کو تاہ "دی کرسچین ورک" کے الفاظ ناظرین کرام کے تفنن طبع کیواسطے پیش کئے جاتے ہیں:-

"کیا یہ اخلاقی طور پر جائز ہے کہ اپنے مذہبی پروپیگنڈا کے جال میں پھنسانے کیلئے عوام الناس کو طمع زر اور دیگر ناپائیدار مفاد کے ذریعے اندھا کر دیا جائے؟ کیا یہ پرستاران کنیسہ کے واسطے واجب ہے کہ وہ یہودی بچوں کو دعوت دیں اور میٹھی میٹھی باتیں سنائیں اور یوں انہیں اپنے گلے میں داخل کریں۔ کیا یہ درست ہے کہ جابجا شفاخانہ قائم کریں اور طبی امداد جیسے بابرکت کام کو اپنی مزورانہ چالوں کے لئے ڈھال بنائیں۔ اور ان یہودیوں کو جو فلک زدہ اور نان شبینہ تک کے محتاج ہیں۔ اس لالسہ پر لگائیں۔ کہ وہ ان کی طبی امداد سے فائدہ اٹھائیں اور ساتھ ہی ساتھ ان کی غلط کارانہ تعلیم

خیر امت میں نبوت

نبوت اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کا انعام ہے۔ جو ابتدائے آفرینش سے نسل آدم کو وقتاً فوقتاً ملتا رہا۔ تا ان کی اصلاح ہو۔ اور ان کا رشتہ اپنے خالق سے مضبوط ہو جائے۔ جب کبھی نوع انسان پر تاریکی کا غلبہ ہوا۔ خدا تعالیٰ نے انبیاء کو مبعوث فرمایا جنہوں نے تاریکی کو دور کر کے نور پھیلایا۔ مگر بدقسمتی سے موجودہ زمانہ میں سے کچھ لوگ یہ خیال کر بیٹھے ہیں۔ کہ آئندہ غیر تشریعی نبی بھی نہیں آ سکتے۔ حالانکہ ان کے پاس اس بات کی کوئی ضمانت موجود نہیں۔ کہ آئندہ گمراہی نہیں پھیلے گی۔ اگر کوئی یہ ثابت کر دے کہ آئندہ یفشو الکذب والجھل" اور "لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا من القرآن الا رسمہ" کا زمانہ آنیوالا نہیں تھا۔ تو ہمیں ان کا دعویٰ ماننے میں کوئی عذر نہیں۔ لیکن تعجب اور حیرت کی بات تو یہی ہے۔ کہ وہ فتن و شرور اور ضلالت کے دروازے تو کھلے مانتے ہیں۔ مگر ان کے نزدیک اگر کوئی دروازہ بند کیا گیا۔ تو وہ نبوت کا دروازہ ہے۔ یا للعجب!

ہمارے نزدیک شریعت اسلامیہ مکمل عالمگیر اور ہمیشہ محفوظ رہنے والی شریعت ہے۔ ملعون ہے وہ انسان جو اس نبوت کا مدعی ہو۔ جس سے کہ دین اور رسول منسوخ اور قرآن مجید نا مکمل کتاب قرار دینی پڑے۔ ہم محض اس نبوت کے اجراء کے قائل ہیں۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی اور اتباع میں ملتی ہے۔ اور وہ قرآنی شریعت کے نفاذ میں رخنہ انداز نہیں۔ ایسی نبوت قرآن پاک سے ہمیشہ کے لئے جاری و ساری ثابت ہے۔ پس برادران عزیز! شیطان آپ کو ہماری طرف غلط عقائد منسوب کر کے راہ حق سے نہ روکے ۔

قرآن مجید متعدد مقامات پر اس بات کا اعلان فرماتا ہے۔ کہ ایسی نبوت قطعاً بند نہیں۔ بلکہ جاری ہے۔ اور آج ہم اپنے اس دعوے کے ثبوت میں نصوص قرآنیہ سے ہی بارہ دلائل پیش کرتے ہیں۔ تا ضعف و وضع کا شبہ بھی نہ رہے۔ واللہ الموفق وھو المعین ۔

پہلی دلیل

اللہ تعالیٰ جو دعا خود سکھلائے۔ اس کو وہ منظور بھی فرماتا ہے۔ ورنہ اس کا سکھلانا عبث اور بیکار ٹھہرتا ہے۔ سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے کہلایا ہے۔ "اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم" کہ اے مولا ہمیں اس راہ پر چلا۔ جس پر چل کر پہلے منعم علیہم لوگ انعام پا چکے ہیں۔ یعنی جو انعام پہلوں کو دیئے گئے۔ وہ سب بلا کسی کمی کے ہم کو بھی دیئے جائیں۔ پہلے لوگوں مثلاً بنی اسرائیل کو خدا تعالیٰ نے دو کامل انعام دیئے تھے۔ (۱) نبوت (۲) حکومت۔ جیسے فرمایا۔ یاقوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا (مائدہ ع ۴) اے قوم خدا کی اس نعمت کو یاد کرو۔ کہ اس نے تم میں نبی بنائے۔ اور تم کو بادشاہ بنایا۔ اب اگر یہ تسلیم کیا جائے۔ کہ امت مرحومہ فیضان نبوت سے محروم ہے۔ تو اس کے صاف لفظوں میں یہ معنے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے خود دعا سکھا کر اس کو رد کر دیا۔ نیز یہ بھی ثابت ہو جائے گا۔ کہ مسلمانوں کا "خیر امت" (سب امتوں سے افضل) ہونا بھی غلط ہے۔ کیونکہ اس صورت میں انعام پانے میں ان کو بنی اسرائیل سے کوئی نسبت نہ ہو گی۔ اور چونکہ یہ دونوں صورتیں ہمارے مخالفین کو بھی مسلم نہیں۔ لہذا ماننا پڑے گا۔ کہ نبوت ممکن اور جاری ہے ۔

دوسری دلیل

فرمایا:۔ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فامنوا باللہ ورسلہ وان تؤمنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم (آل عمران ع ۱۸) اے مومنو! اللہ تعالیٰ تم کو براہ راست اپنے غیب پر مطلع نہیں کرے گا۔ بلکہ وہ جس کو چاہے گا۔ اس کو رسول منتخب کرے گا (اور تم کو غیب بذریعہ رسولوں کے معلوم ہو گا) پس تم اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لانا۔ اور اگر تم ایمان لاؤ گے۔ اور تقویٰ کرو گے۔ تو تمہارے لئے بڑا اجر ہو گا۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے کس وضاحت کے ساتھ رسولوں کی آمد کی بشارت دی ہے۔ بلکہ ان پر ایمان لانا بھی ضروری اور واجب قرار دیا ہے علامہ ابو حیان اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

"وظاھر الایۃ ما قدمناہ من انہ تعالیٰ ھو الذی یمیز بین الخبیث والطیب اخبر انکم لا تدرکون انتم ذالک لانہ تعالیٰ لم یطلعکم علی ما اکنتہ القلوب من الایمان والنفاق ولکنہ تعالیٰ یختار من رسلہ من یشاء فیطلعہ علی ذالک فیطلعون علیہ من جھۃ الرسول"

اور پھر فامنوا باللہ ورسلہ کے نیچے لکھا ہے:۔

"لما ذکر انہ تعالیٰ یختار من رسلہ من یشاء فیطلعہ علی المغیبات امر بالتصدیق بالمجتبی"

(البحر المحیط جلد ۳ صفحہ ۱۲۶، ۱۲۷)

یعنی آیت کے واضح معنی یہی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہی خبیث اور طیب میں فرق دکھلاتا ہے۔ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ کیونکہ اس نے تم کو دلوں کی مخفی باتوں ایمان و نفاق پر مطلع نہیں کیا۔ لیکن وہ رسولوں کو منتخب کر کے ان کو علم دیتا ہے۔ اور دے گا۔ اور تم اس غیب پر رسول کے جانب سے ہی مطلع ہو سکتے ہو۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ میں رسولوں کو منتخب کروں گا۔ تو (آمنوا باللہ ورسلہ میں) ان کی تصدیق اور ماننے کا بھی حکم فرمایا ۔

اب دیکھئے یہ کس قدر واضح اور بیّن دلیل ہے۔ پر افسوس ان پر جو پھر بھی صداقت کے مخالف رہیں ۔

تیسری دلیل

ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا (نساء ع ۹) کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کریں گے۔ وہ منعم علیہ گروہ میں شامل ہو جائیں گے جن کے چار درجے ہیں۔ نبی، صدیق، شہید، صالح۔ یعنی امت محمدیہ کے برگزیدہ لوگ نبی، صدیق، شہید اور صالح ہوں گے ۔

حیرت ہے۔ کہ اس قدر کھلی بشارت کے ہوتے ہوئے کیونکر تصور کر لیا گیا۔ کہ امت مرحومہ اعلیٰ روحانی نعمت (نبوت) سے محروم ہے۔ اور "من یطع الرسول" کا کوئی فرد بھی نبی کا نام نہیں پا سکتا ۔

اگر یہ اعتراض ہو۔ کہ اس جگہ تو مَعَ کا لفظ ہے۔ یعنی ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے نہ کہ خود ان میں سے ہی ہو جائیں گے۔ تو اس کے چار جواب ہیں ۔

(۱) اگر مَعَ کی پناہ لے کر انبیاء کا انکار کرو گے۔ تو پھر صدیقوں شہداء اور صالحین کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔ اور ماننا پڑے گا۔ کہ "خیر امت" نہ صرف نبوت سے بلکہ ہر روحانی فیض سے بے نصیب ہے (نعوذ باللہ) کیونکہ ان کے لئے بھی تو یہی مَعَ کا لفظ ہے ۔

(۲) جس معیت کا اس آیت میں ذکر ہے۔ (یعنی معیت مراتب) اگر وہ بغیر نبی کو نبی کے ساتھ حاصل ہو سکتی ہے۔ تو پھر اس آیت میں چار درجوں کا علیحدہ علیحدہ ذکر کر کے ان کی معیت بتلانا محض عبث تھا۔ لہذا ضروری ہے۔ کہ امت میں نبی بھی ہوں۔ جو کہ "النبیین" کی معیت منزلی میں شریک ہوں ۔

(۳) اگر ہم میں کوئی نبی آنا نہیں۔ تو پھر ہم کو ان کی معیت کیونکر حاصل ہو سکتی ہے۔ پس معیت ظاہری کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ انبیاء کی بعثت کا امکان مانا جاوے۔ وھو المراد۔ اگر قیامت کی معیت مراد لی جاوے۔ تو وہ صرف آنحضرت صلعم کی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یوم ندعوا کل اناس بامامھم (بنی اسرائیل ع ۸) کہ قیامت کے روز ہم تمام جماعتوں کو ان کے نبی اور پیشوا کے ساتھ بلائیں گے۔ "النبیین" کی معیت تو پھر بھی نہ ہوئی۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ ایسے نبیوں کا امکان تسلیم کیا جائے۔ جو ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی ہوں ۔

(۴) مَعَ کا لفظ عربی زبان میں "مِنْ" کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ لَمْ یَکُنْ مِنَ السَّاجِدِیْنَ (اعراف ع ۲)

کو دوسری جگہ یوں ادا کیا گیا ہے۔ الا تکون مع الساجدین (الحجر ع۳) اور آیت فتنازعو فیہا میں قرائن تو یہ اور سیاق الکلام کی وجہ سے مَعَ بمعنی مِنْ ہی ہے۔

پس یہ آیت امکان نبوت کے ثبوت میں نص صریح ہے۔ علامہ امام راغب نے بھی ہمارے معنوں کی تائید کی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"و اجاز الراغب ان یتعلق من النبیین بقولہ وَمَنْ یُطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ ای من النبیین ومن بعدہم"

امام راغب نے کہا۔ کہ مِنَ النَّبِیِّیْنَ مَنْ یطع اللّٰہ سے متعلق ہے۔ یعنی جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے۔ وہ نبیوں صدیقوں وغیرہ میں سے ہے۔

علامہ ابو حیان اس پر لکھتے ہیں:۔

"وَ لَوْ کَانَ مِنَ النَّبِیِّیْنَ مُتَعَلِّقًا بِقَوْلِہٖ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ لَکَانَ مِنَ النَّبِیِّیْنَ تَفْسِیْرًا لِمَنْ فِیْ قَوْلِہٖ وَمَنْ یُّطِعْ فَیَلْزَمُ اَنْ یَّکُوْنَ فِیْ زَمَانِ الرَّسُوْلِ اَوْ بَعْدَہٗ اَنْبِیَاءُ یُطِیْعُوْنَہٗ"

کہ امام راغب کی رُو سے مِنَ النَّبِیِّیْنَ مَنْ کی تفسیر واقع ہوتا ہے۔ اور اس سے لازم آتا ہے۔ کہ رسول کریمؐ کی اطاعت کرنے والے رسول آسکتے ہیں"

(البحر المحیط جلد ۳ صفحہ ۲۸۷)

چوتھی دلیل

اللہ تعالے نے اپنی سنت بتلائی ہے۔ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ (بنی اسرائیل ع۲) کہ ہم عذاب سے پیشتر رسول مبعوث کیا کرتے ہیں۔ تاکہ لوگ یہ نہ کہ سکیں۔ ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع آیاتک من قبل ان نذل ونخزی (طہٰ ع۸) کہ اے خدا اگر تو عذاب سے پیشتر کوئی نبی بھیجتا۔ تو ہم اس کی بات مانتے اور تیری آیات کی پیروی کرتے۔

اس سنت کو بیان فرمانے والا خدا اس کے بعد فرماتا ہے۔ وان من قریۃ الا نحن مہلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذبوھا عذابا شدیدا (بنی اسرائیل ع۶) اکر کوئی بستی نہیں۔ جس کو ہم قیامت کے دن سے پیشتر ہلاک نہ کریں یا سخت عذاب ان پر نازل نہ کریں۔ گویا عالمگیر عذابوں کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ ان دونوں آیتوں کے ملانے سے نتیجہ صاف ہے۔ کہ قیامت سے پیشتر رسولوں کا آنا نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے۔

پانچویں دلیل

اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا و من الناس" (الحج ع۱۰) اللہ تعالے رسول منتخب کرتا رہے گا۔ فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے کیا ہی اندھیر ہے۔ کہ منکرین اجراء نبوت فرشتوں کے رسول بننے کو تو ہمیشہ کے لئے جاری سمجھتے ہیں۔ مگر آیت کے دوسرے حصہ "ومن الناس" کو شاید غلط سمجھتے ہیں۔ کہ انسانوں کی رسالت کو ممتنع قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالے نے تو مضارع کا صیغہ رکھکر واضح کر دیا ہے۔ کہ رسالت کا سلسلہ پیچھے رہ نہیں گیا۔ بلکہ آگے بھی جاری ہے۔

چھٹی دلیل

فرمایا:۔ یلقی الروح من امرہ علے من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق کہ اللہ تعالے جس پر چاہتا ہے۔ اور چاہے گا۔ روح القدس نازل کرے گا۔ تاکہ وہ لوگوں کے لئے نذیر بنے۔ اور ان کو ملاقات کے دن سے ڈرا دے۔ اس آیت میں اللہ تعالے نے روح القدس کے نزول اور انسانوں میں سے "نذیر" بننے کی خبر دی ہے۔ اور آیت انما انت منذر (رعد ع۱) کے مطابق نذیر رسول ہوتا ہے۔ تو گویا اس آیت میں خبر دی ہے۔ کہ آئندہ ایسے نبی پیدا ہوتے رہیں گے۔ جن پر روح القدس نازل ہوگا۔ اور وہ لوگوں کے لئے نذیر ہونگے۔

ساتویں دلیل

نسل ابراہیم کے لئے وعدہ کیا گیا۔ کہ ان میں ابد الآباد تک ابراہیمی رنگ کی امامت (نبوت) جاری رہے گی۔ ہاں لاینال عہدی الظالمین کا بھی ارشاد ہوا (بقرہ ع۱۵) کہ جو ظالم ہونگے۔ وہ میرے عہد میں شامل نہیں۔ ان کے سوا سب علی قدر مراتب حصہ لیں گے۔ اس آیت میں جس امامت کا وعدہ ہے۔ وہ وہی ہے۔ جس سے حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت اسحٰقؑ۔ حضرت اسمٰعیلؑ۔ اور ان کی اولاد میں سے انبیاء بہرہ ور ہوئے۔ یعنی وہ نبوت ہے۔ قرآن کریم اور مسلمانوں کے خیال میں کس قدر اختلاف ہے۔ اللہ تعالے تو اس نعمت عظمےٰ سے محروم گروہ کو "الظالمین" کے نام سے یاد کرتا ہے۔ اور ہمارے بھائی اپنے آپ کو "خیر امت" کہتے ہوئے اس نعمت سے بے نصیب ہونے کے مدعی ہیں۔ خدا تعالے نے جو وعدہ حضرت ابراہیمؑ سے کیا تھا اس کو پورا کیا۔ اور کرے گا۔ اور سلسلہ نبوت جاری رہے گا۔ کیا منکرین اجراء نبوت کے پاس کوئی دلیل ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوسکے۔ کہ آئندہ کے لئے یہ وعدہ منسوخ کیا گیا۔

آٹھویں دلیل

خدا تعالے پاک فرماتا ہے۔ انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا (مزمل ع۱) کہ یہ رسول مثیل موسےٰ ہے جس طرح وہ فرعون کی طرف بھیجے گئے تھے۔ اسی طرح یہ رسول تمہاری طرف مبعوث ہوا ہے۔ اور پھر دوسری جگہ خلافت محمدیہ کے متعلق فرمایا۔ وعد اللّٰہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم الآیۃ (نور ع۷) کہ مومنوں اور نیکوکاروں سے ہمارا وعدہ ہے۔ کہ ہم ان کو زمین میں ویسے ہی خلیفہ بنائینگے جیسے کہ ان سے پہلے۔ (بنی اسرائیل میں گذرے ہیں۔

گویا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مثیل موسیٰؑ اور خلافت محمدیہ کو خلافت موسویہ کے پہلو بہ پہلو بتلایا گیا ہے۔ اب کوئی وجہ نہیں۔ کہ بنی اسرائیل میں تو ہزاروں نبی ہوں اور امت محمدیہ کے لئے نبوت کا دروازہ ہی بند کر دیا جائے۔

اب آپ فرمائیں۔ دریں صورت مسلمانوں کی بنی اسرائیل سے کیا نسبت؟ اور ان آیات کا کیا مدعا؟

نویں دلیل

اللہ تعالے رسولوں کی بعثت کی غرض اتمام حجت بتلاتے ہوئے فرماتا ہے۔ ان تقولوا ما جاءنا من بشیر ولا نذیر (مائدہ ع۳) کہ تاتم یہ نہ کہ سکو۔ کہ ہمارے پاس کوئی بشیر و نذیر (نبی) نہ آیا تھا۔ اور پھر دوسری طرف فرماتا ہے کُلَّمَا اُلْقِیَ فِیْھَا فَوْجٌ سَاَلَھُمْ خَزَنَتُھَا اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَذِیْرٌ قالوا بلی قد جاءنا نذیر الآیۃ (الملک ع۱) کہ جب بھی کوئی گروہ دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ تو دوزخ کے داروغے ان سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی نذیر نہیں آیا۔ تو وہ جواب میں کہیں گے کہاں ہمارے پاس نذیر تو آئے۔ مگر ہم نے ان کی تکذیب کی۔ اور کہا کہ اللہ تعالے نے کچھ نازل نہیں فرمایا۔ اب اگر نزول قرآن کے بعد کے لوگ بھی دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ تو پھر یہ ماننا ضروری ہے کہ تاقیامت خدا تعالے کی طرف سے مامور ہوکر اس کا الہام پاکر نذیر (نبی) آتے رہیں گے۔ اور نبوت کا دروازہ بند نہ رہے گا۔

اس جگہ جن ڈرانے والوں کا ذکر ہے۔ وہ یقیناً نبی ہونگے۔ کیونکہ وہ مامور بھی ہونگے۔ اور خدا کا الہام ان پر اترتا ہوگا۔ جیسا کہ ما نزل اللّٰہ من شیء کا مفاد ہے۔ اور پھر ان کی تکذیب دوزخ میں لے جانے والی چیز ہے۔ جیسا کہ "فکذبنا" سے عیاں ہے۔ لہٰذا یہ آیت بھی امکان نبوت کے لئے زبردست دلیل ہے۔

دسویں دلیل

یُؤتی الحکمۃ من یشاء ومن یُؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا (بقرہ ع۳۷) کہ اللہ تعالے جس کو چاہتا ہے "الحکمۃ" دیتا ہے۔ اور جس کو "الحکمۃ" دی جائے گی۔ اس کو تو گویا خیر کثیر دی گئی۔

اس آیت میں اللہ تعالے نے فرمایا ہے۔ کہ "الحکمۃ" کے دیئے جانے کا سلسلہ تاقیامت جاری ہے۔ اور اگر یہ سوال ہو۔ کہ الحکمۃ کے معنی نبوت کہاں لکھے ہیں۔ تو یہ عبارت پڑھنی چاہیئے۔ "الحکمۃ النبوۃ" "الاصابۃ فی الامور" (زرقانی شرح مواہب اللدنیہ جلد ۶ صفحہ ۱۰۹) کہ الحکمۃ کے معنی نبوت اور صائب الرائے ہونے کے ہیں۔ پس الحکمۃ بمعنی النبوت تاقیامت جاری ہے۔ وہو المقصود

گیارھویں دلیل

قرآن پاک میں ارشاد باری ہوا۔ یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی الآیۃ (اعراف ع۴) کہ اے انسانو! تم میں آئندہ رسول

آتے رہیں گے۔ جو کہ تم پر میری آیات پڑھیں گے۔ ان کا انکار مت کرنا۔ ورنہ مکذبین سے ہم کہیں گے " ادخلوا فی امم قد خلت من قبلکم من الجن والانس فی النار " کہ تم بھی پہلے مکذبین کے ساتھ دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔

قرآن کریم نے نوع انسان کی بہتری کے لئے آئندہ انبیاء کی آمد کو بطور خوشخبری بیان فرمایا۔ اسی لئے مضارع بانون ثقیلہ کا صیغہ رکھا ہے۔

اسلوب قرآن سے ناواقف لوگ اس جگہ "بنی آدم" کے متعلق کہا کرتے ہیں۔ کہ اس سے مراد نزول قرآن سے پہلے کے لوگ ہیں حالانکہ آیت میں کوئی تخصیص نہیں۔ اور نہ ہی نزول قرآن کے بعد کے لوگ "بنی آدم" سے خارج ہیں۔ اگر یہ لوگ "بنی آدم" سے خارج ہوں۔ تب تو ہمارے مخالفین کا استدلال ٹھیک ہے۔ ورنہ ان کو امکان نبوت کا قائل ہونا چاہیئے۔ اور قرآن کریم کے تو محاورہ میں عمومیت ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے پیشتر کے تین مقامات میں ہے۔

(۱) یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباساً یواری سوآتکم وریشا (۲) یا بنی آدم لا یفتننکم الشیطان (۳) یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد (اعراف ع ۲) چونکہ ان تینوں مقامات پر بالاتفاق جمیع بنی آدم مراد ہیں۔ لہذا چوتھی جگہ بھی جمیع بنی آدم مراد ہونگے۔

پس یہ آیت بھی اجراء نبوت پر بالصراحت دلالت کرتی ہے۔

بارھویں دلیل

اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیمؑ۔ اسحاقؑ۔ یعقوبؑ اور دیگر انبیاء کا ذکر کر کے فرمایا ہے۔ وکذالک نجزی المحسنین (انعام ع) کہ ہم المحسنین سے ہمیشہ یہی سلوک کرینگے۔ اور وہ اعلےٰ نعمت (نبوت) سے بھی مشرف ہونگے۔

اب اگر امت مرحومہ میں "محسن" ہوسکتے ہیں۔ اور یقیناً ہوسکتے ہیں۔ تو وہ یقیناً علیٰ قدر مراتب اس نعمت سے حصہ پائیں گے۔ اور ان کا اعلیٰ فرد ضرورت کے وقت نبی کے نام سے بھی موسوم کیا جائیگا اس میں کوئی امتناع نہیں۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں فرمایا۔ یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحاً (مومنون ع) کہ اے رسولو! نیک کام کرو۔ اور عمل صالح بجالاؤ۔ چونکہ اب آنے والے رسول شریعت اسلامیہ کے پابند ہونے تھے لہذا اسی طرح قرآن نے یا ایھا الذین آمنوا کے خطاب سے مومنوں کو مامور کیا۔ ویسا ہی انبیاء کے لئے بھی اس میں حکم نازل فرمایا

ان بارہ دلائل سے روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ کہ آئندہ غیر تشریعی نبی آسکتے ہیں۔ اے عزیزو! خدا کے لئے علیحدہ ہو کر غور فرمائیں۔ کہ آیا غلامان محمد صلعم کا نبی بننا آنحضرت صلعم کی عزت کو بڑھاتا ہے یا کم کرتا ہے۔ اور پھر آیات قرآنیہ کس اعتقاد کی مؤید ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اور آپ کو قبول حق کی توفیق بخشے۔

خاکسار۔ اللہ دتا جالندھری (مولوی فاضل) سیکرٹری انجمن احمدیہ (خدام الاسلام قادیان)

لفظ خاتم کے متعلق

دیوبندی مولوی صاحبان سے چند استفسار

آپ لوگوں کے خیال کے مطابق لفظ خاتم اگر اس امر کا مقتضی ہے۔ کہ جس اسم کی طرف مضاف ہو کر واقع ہو۔ اس کے تمام افراد کا ایسا احاطہ کرتا ہے۔ کہ کسی فرد کو باہر نہیں رہنے دیتا اور اس کے تمام افراد کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ یا بالفاظ دیگر آیت خاتم النبیین میں لفظ خاتم اسی معنی کا مستلزم ہے۔ کہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی نبی نہ آئے۔ تو براہ مہربانی سوالجات ذیل کا جواب دیں:

۱۔ مولوی محمود الحسن صاحب نے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو خاتم الاولیاء والمحدثین کہا ہے۔ دیکھو رسالہ موسومہ "مرثیہ" ٹائٹیل۔ اگر لفظ خاتم اپنے مضاف الیہ کے تمام افراد کو بند کرتا ہے۔ تو لامحالہ ماننا پڑے گا۔ کہ مولوی رشید احمد صاحب کے بعد امت محمدیہ میں نہ کوئی ولی پیدا ہو سکتا ہے۔ اور نہ کوئی محدث اگر دیوبندی علماء اپنے مسلمہ علامہ محمود الحسن صاحب کی تحریر کو صحیح سمجھ کر اس خطاب کا اہل واقعی مولوی رشید احمد صاحب کو سمجھتے ہیں۔ تو انہیں اعلان کرنا چاہیئے۔ کہ واقعی اب کوئی محدث اور ولی تا قیامت پیدا نہیں ہوگا۔ لیکن اگر علماء دیوبند اس کلمہ کو صحیح نہیں سمجھتے۔ تو بھی اعلان کرنا چاہیئے۔ کہ ہم اس لفظ کو بیجا تعریف خیال کرتے ہیں۔ اور مولوی محمود الحسن صاحب کو غلطی پر سمجھتے ہیں۔

۲۔ خاص مطبع قاسمی دیوبند سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے۔ جسے مولوی بدر عالم صاحب میرٹھی مدرس مدرسہ دیوبند نے لکھا اور مولوی حبیب الرحمٰن صاحب مہتمم دار العلوم نے شائع کیا ہے جس کا نام "الجواب الفصیح" ہے۔ اس کے پہلے صفحہ پر عبارت ذیل لکھی ہے:۔

"حسب الاتفاق خاتم المحدثین وآیۃ السابقین الصالحین سیدنا واستادنا حضرت مولوی الحاج سید انور شاہ صاحب مدظلہ العالی"

اس عبارت میں خاتم المحدثین کا لفظ مولوی انور شاہ صاحب کے لئے استعمال کیا ہے۔ اگر لفظ خاتم اس بات کا مقتضی ہے۔ کہ اپنے مضاف الیہ کے تمام افراد کا احاطہ اور خاتمہ کر دے۔ تو بتایئے مولوی رشید احمد صاحب خاتم المحدثین کے بعد مولوی انور شاہ صاحب کیسے محدث ہو گئے۔ بلکہ خاتم المحدثین بن گئے یا تو متفقہ طور پر علماء دیوبند اور مولوی انور شاہ صاحب خصوصاً اعلان کریں۔ کہ یہ بے جا تعریف ہے۔ اور بہت بڑی غلطی ہے۔ یا بتائیں۔ یہاں لفظ خاتم کن معنوں میں ہے۔

۳۔ اسی طرح مولوی محفوظ علی صاحب گنگوہی کی مرتبہ کتاب موسومہ العرف الشذی علی جامع الترمذی کے ٹائیٹل پیج پر یہ عبارت لکھی ہے۔

"نحمدہ علی ما من علینا لنشر تعلیقات مستفادۃ من الدروس الحدیثیۃ للعلامۃ خاتم المحدثین والمفسرین زبدۃ الفقہاء والمتکلمین مولانا السید محمد انور شاہ شیخ الحدیث"

اس میں بھی مولوی انور شاہ صاحب کو خاتم المحدثین والمفسرین کا لقب دیا گیا۔

۴۔ اگر بقول مولوی بدر عالم صاحب و محفوظ علی صاحب واقعی مولوی انور شاہ صاحب خاتم المحدثین ہیں۔ تو سنئے خاتم المحدثین اپنے آپ کو خاتم سمجھتے ہوئے پھر اپنی کتاب اکفار الملحدین میں حضرات ذیل کو لفظ محدث کا خطاب دیتے ہیں۔ (۱) مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری (۲) مولوی اشرف علی صاحب تھانوی (۳) مولوی کفایت اللہ صاحب (۴) مولوی محمد سجاد صاحب (۵) مولوی عزیز الرحمٰن صاحب (۶) مولوی بشیر احمد صاحب عثمانی۔

اب دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو دیوبندی یہ کہیں۔ کہ لفظ خاتم خاتمہ کرنے کے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا۔ وہو المطلوب یا پھر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے بعد مولوی انور شاہ صاحب کو محدث لکھنا سخت غلطی اور غلو ہے۔ پھر مولوی انور شاہ صاحب کے خاتم المحدثین ہونے کے بعد مذکورہ بالا حضرات کو لفظ محدث سے یاد کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ ففکروا فی انفسکم۔

(غلام احمد (مولوی فاضل) بدوملہوی)

اعلان نکاح بروز بدھ بتاریخ ۲۳ دسمبر ۱۹۲۵ء بعد نماز عصر مسجد مبارک میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح نے (بولایت خود اقدس) مرزا برکت علی صاحب پسر وائز رعبادان واقعہ ایران کا نکاح ایک ہزار روپیہ مہر پر امۃ الرحیم خانم بنت شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی سے پڑھا۔ اللہ تعالےٰ فریقین کے واسطے مبارک کرے آمین۔ (محمد سرور)

شام کی داستان مصیبت

ایک معزز اور ذمہ وار شخص کے قلم سے

امریکہ کے ایک مشہور و معروف اخبار شکاگو ہیرلڈ اینڈ ایگزیمنر ۲۵/۱۱ نے دمشق کی تباہی کے متعلق ایک نہایت ذمہ دار شخص کا جن کا نام ڈاکٹر عبد الرحمٰن ہے۔ اور جو شام کی سابقہ پراونشل گورنمنٹ کے وزیر خارجیہ کے عہدہ پر متمکن تھے مضمون شائع کیا ہے۔ اس میں جو حالات بیان کئے گئے ہیں۔ ان کے متعلق ہم کوئی رائے زنی نہیں کرتے۔ لیکن چونکہ یہ ایک نہایت ذمہ دار شخص کے بیان کردہ حالات ہیں۔ اس لئے فرانسیسی حکام کیلئے نہایت ضروری ہے۔ کہ وہ ان پر روشنی ڈالیں۔ اور اس بارے میں اپنا بیان شائع کریں۔ (ایڈیٹر)

اخبار مذکور لکھتا ہے:۔

فرانس شام کے علاقہ میں ایک نہ ختم اور نہ رکنے والی جنگ میں مشغول ہے۔ سہ شنبہ گذشتہ سے ہی جب کہ فرانسیسی افواج نے دمشق پر خوفناک گولہ باری کی۔ تمام غیر ملکی سفراء نے مع یونائٹڈ سٹیٹس کے مندوبین کے فرنچ فارن آفس سے ایک زبردست پروٹسٹ کیا۔ کہ جنرل سرئیل جو کہ شام میں فرنچ ہائی کمشنر کے عہدہ پر مقرر ہے۔ واپس بلایا جا کر اس ساری دہشت ناک کارروائی کی جوابدہی کرے۔ جو اس نے نہایت ہی سنگدلی سے اس ملک میں جائز قرار دی ہے مفصلہ ذیل مضمون جو ایک سابق شامی فارن منسٹر نے لکھا ہے اس دردناک حالت کو بیان کرتا ہے۔ جو بر سر حکومت فرانسیسی افواج کے ہاتھوں اس ملک کی ہوئی اور جو یونہی برائے نام جمعیۃ الاقوام کے ماتحت اپنے آپ کو بتاتی ہے۔ یہ مضمون نگار جس کا نام ڈاکٹر عبد الرحمٰن ہے نہ صرف اس عارضی نظام حکومت کا فارن منسٹر رہ چکا ہے۔ جس کو اہالیان شام نے فرانسیسی قبضہ و اقتدار سے پیشتر تشکیل دیا۔ بلکہ اس جد وجہد اور سعی موفور کا ترتیب دہندہ اور سرکردہ کار بھی ہے۔ جو شامیوں نے فرانسیسیوں کے دست استبداد سے مخلصی پانے کے لئے کی اور جسے فرانسیسی بغاوت کا نام دے رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف انہوں دیگر خصوصیات کے اڈنبرا یونیورسٹی کے گریجوایٹ بھی ہیں۔ الغرض ڈاکٹر صاحب موصوف لکھتے ہیں:

شام پر فرانس کا قبضہ محض ایک معمولی حکمران کی حیثیت سے تھا۔ اور صلحنامہ ورسیلز کی رو سے اس قسم کا کوئی حق اسے ہرگز نہیں پہنچتا تھا۔ کہ وہ سوائے انتظامی امور کے سرانجام دینے کے کسی ایسی حکومت کی بنیاد وہاں رکھے جو ملک کو ایک با اختیار حیثیت سے زیر نگین رکھتی ہے۔ مگر باوجود اس کے اس نے اس ملک میں پرلے درجے کے سفاکانہ طریق کے ساتھ جابرانہ اور قاہرانہ طور پر حکمرانی کرنی شروع کر دی۔

فرانس کے اس قبضہ و دخل سے بہت پہلے ہم نے ایک عارضی نظام حکومت قائم کیا ہوا تھا۔ اور میں بطور فارن منسٹر کے اس عارضی نظام حکومت کا ایک رکن تھا۔ یہ عارضی نظام حکومت آہستہ آہستہ ایک منظم صورت اختیار کر رہا تھا۔ جس کا ادنے ثبوت جو بلاشبہ ایک اہم ترین کارنامہ کہلانے کا مستحق ہے یہ ہے۔ کہ اس کے ماتحت عرب کے عیسائی باشندے عرب کے مسلم باشندوں کے ساتھ جو ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ تعلق رکھتے تھے متحد و ہمنوا ہو رہے تھے۔ میں خود جو کہ شام کے ایک امریکن مشن سکول کا تعلیم یافتہ اور سکاٹ لینڈ کی یونیورسٹی کا ایک گریجوایٹ ہوں عیسائیوں کے فرقہ پروٹسٹنٹ کا عقیدہ رکھتا تھا۔ لیکن باوجود اس اختلاف ملی کے مسلمانوں نے اس امر کے لئے پرزور طریق سے مجھے مدعو کیا۔ کہ میں شام کے نظم و نسق میں ایک ذمہ دارانہ حیثیت سے کام کروں۔

فرانس کا تشدد

جونہی کہ فرانس نے صرف فوجی قبضہ اس ملک پر کرنا شروع کیا اس عارضی نظام حکومت کے جملہ ارکان باغی قرار دے دیئے گئے۔ ہم نے فرانسیسی اعلےٰ افسر سے یہ بات کہی۔ کہ وہ اہلیان شام کو اس بات کی اجازت دے۔ کہ وہ فرانسیسی پولیٹیکل افسروں کی زیر نگرانی ایک جمہوریت کی بنیاد ڈالیں۔ لیکن افسوس کہ فرانس نے اس بات کا کوئی معقول جواب نہ دیا۔ بلکہ یہ کیا۔ کہ اس شامی عارضی نظام حکومت کے تمام ارباب بست و کشاد یکسر قید کر لئے گئے۔ ان گرفتاران بلا میں میں بھی شامل تھا۔ اور مجھے بھی عام مجرمین کے ساتھ اس وقت تک کال کوٹھری میں متنفس رہنا پڑا۔ جب تک میں بعض اپنے ہم وطن بھائیوں کے ساتھ اس میں سے نکل نہ بھاگا۔ بعد ازاں متواتر کئی مہینوں تک ہم نے فرانس کو یہ سمجھانے کی کوشش کی۔ کہ اگر وہ یہ خواہش رکھتا ہے۔ کہ شام پر ایک با اختیار حکمران کی طرح حکومت کرے اور اس کے نام کا سکہ اس ملک میں چلے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ وہ اس قسم کے ظالمانہ طریق کار سے اجتناب اختیار کر کے شریفانہ سلوک برتے۔ فرانس کو محولہ بالا بات ذہن نشین کرانے کے لئے ہم نے نہ صرف اس ذمہ دار فرانسیسی افسر کے ہی گوش گذار یہ بات کی۔ جو اس ملک میں اس کی طرف سے کرتا دھرتا تھا بلکہ خود پیرس میں بھی وہاں کے بڑے اور اعلےٰ افسروں سے یہی بات کہی۔ مگر تعجب پر تعجب ہے۔ کہ باوجود معقولی بیان کے ہماری تمام درخواستوں اور ہماری تمام منتوں سماجتوں کو بدخواہی اور بداندیشی پر محمول کیا گیا۔ اور غدر و دغا اور بغاوت خیز ان کا نام رکھا گیا۔ اور فرانس نے باشندگان شام کے احساسات اور جذبات کی پرکاہ جتنی بھی پرواہ نہ کی اور تشدد و دہشت پر اتر آیا۔

جوش غیرت

بالآخر عربوں کی غیرت اور حمیت کو اس وقت سخت صدمہ پہنچا۔ جب کہ فرانسیسی فوجی کمانداروں پہلے درجہ کی [illegible] اور دیہاتوں میں چکلے اور اڈے قائم کر کے بھیجا۔ اور اس بات پر اصرار کیا۔ کہ ہر ایک علاقہ ان چکلوں کے لئے عورتیں بہم پہنچائے۔ ان حالات کے ماتحت ایک ہی ہتھیار تھا جو عرب چلا سکتے تھے۔ اور وہ مسلح مقابلہ تھا۔

عیسائیوں اور مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کی کوشش

خرمن امن پر بجلی گرانے۔ آبگینہ حیا و عصمت پر ٹھیس لگانے اور اپنی شرارتوں اور ریشہ دوانیوں کا جال بچھانے کے لئے یہی باتیں نہ تھیں۔ جن پر فرانس نے اکتفا کیا۔ بلکہ عرب کے عیسائی باشندوں کو عرب کے مسلمان باشندوں کے برخلاف طرح طرح سے کان بھر کر اکسانا شروع کر دیا۔ بیشمار روپیہ اس شیطانی پروپیگنڈا پر پانی کی طرح بہایا گیا۔ مگر باوجود اس کے اس میں انہیں کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ اور عرب کے عیسائی اپنے ہم وطن عرب کے مسلمانوں کے ساتھ یکجہت اور ہم آہنگ ہی رہے۔ تاہم فرانس شامی ارمنیوں اور ان آرمینوں کو عربوں کے برخلاف شورہ پشتی اور جدال و قتال برپا کرنے پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ جنہوں نے ترکوں سے بھاگ کر ہمارے ملک میں پناہ لی تھی۔

فرانس نے تقریباً دس ہزار اس قسم کے شوریدہ پشت اور گمراہ ارمنیوں کو جمع کیا۔ ان کے جتھے بنائے۔ اور بذریعہ چند لیکچراروں کے جنہیں ارمنیوں کے دل میں حقد و عناد پیدا کرنے کے لئے معقول معاوضہ دیا گیا تھا۔ ارمنیوں میں مجنونانہ مذہبی تعصب پیدا کر کے انہیں عربوں میں چھوڑ دیا گیا۔

ارمنیوں کی بیوقوفی

یہ گمراہ شدہ ارمنی لوٹ مار کرنے کی غرض سے کوچہ گردی کرنے والے چند جتھوں میں منقسم ہو گئے۔ ان کی تعداد کم از کم پچیس ۲۵ اور زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سو نفر پر مشتمل ہوتی۔ اور اس طرح وہ گاؤں بہ گاؤں اور شہر بہ شہر پھرتے۔ اور تمام مراسم سلوک و احسان اور جملہ مراعات کو طاق نسیان پر رکھ کر ان لوگوں پر ناقابل بیان ظلم و ستم توڑنے لگے۔ جنہوں نے چند ہی روز پیشتر حق میزبانی ادا کرتے ہوئے عین اس وقت ان نمک حراموں کے لئے سلوک و مروت کی تمام انواع کو روا رکھا تھا۔ جبکہ ترکوں کے ہاتھوں یہ اپنی شرارتوں کی وجہ سے اپنے وطن سے نکالے گئے تھے۔

ارمنی فریب خوردہ فرانس ہیں

مگر باوجود ان سب باتوں کے میں ارمنیوں کو پھر بھی متہم نہیں کرتا۔ کیونکہ ان لوگوں کو کہا ہی یہ گیا تھا۔ کہ عرب کے عیسائی اور مسلمان مختصر یہ ہی ظلم و ستم کا اعادہ ان کے برخلاف کرنے والے ہیں۔ جو کچھ عرصہ قبل ترکوں نے ان پر کئے۔ میں نے کئی ماہ تک

کوشش کی۔ کہ ان لوگوں کو بتاؤں اور بتاؤں۔ کہ ان اختیار کردہ دلیروں سے تو فی الحقیقت تم ہلاکت کے گڑھے میں گر رہے ہو۔ فرانس کوئی خیر خواہی تم سے نہیں کر رہا۔ بلکہ اس نے تمہیں ملک میں تفرقہ اور پھوٹ پیدا کرنے کے لئے اور خود حکومت کرنے کا صرف آلہ کار بنایا ہے ؛

فرانس کی تباہ کن پالیسی

اس کے بعد فرانس نے نو آبادیات کو تباہ کرنے والی ایک ایسی چال اختیار کی جو صرف اسی کا خاصہ ہے۔ اس نے اس بات کی قطعی ممانعت کر دی۔ کہ کوئی برطانوی افسر نو آبادیات کی جماعت کے کاموں میں دلچسپی نہ لے۔ یا اس علاقہ میں داخل نہ ہو۔ جیسے کہ ملکی حکومت ہو نو آبادیات کے متعلق فرانس کی پالیسی بیشک ایک تباہ کن پالیسی ہے۔ جس میں ماسوائے سول اور پولٹیکل افسروں کے فوجی حاکم بھی شامل ہیں۔ اور بالفاظ دیگر جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جنرل سرٹیل اور اس کے ماتحت افسروں نے سرزمین شام کو اپنی خفیہ خود غرضانہ کارروائیوں کے لئے ایک میدان سمجھ لیا۔ اور شام پر فرانسیسی قبضہ مضبوط کرنے کے لئے بے شمار فرانسیسی کمپنیاں وہاں قائم کر دی گئیں۔ ہر قسم کے حقوق ان کو دیئے گئے اور مراعات کی رعایت ان کے لئے رکھی گئی۔ خواہ اس قسم کے تجاویز نے خاطر خواہ عملی جامہ پہنا یا نہ۔ مگر اکثر ان میں سے ایسی ہیں۔ کہ جن میں فرانسیسی کمانڈر جنرل کا دخل ہے ؛

میں نے کئی بار اس امر کی سعی کی۔ کہ میں اس صورت حال سے فرانسیسی فارن آفس کو مطلع کروں۔ مگر مجھے اس میں کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ اور میری کوششوں کا جواب جھڑکی اور تنبیہ ہوتا رہا۔ میرے قید سے بھاگ نکلنے کے بعد میری گرفتاری کیلئے فرانسیسی کمانڈر نے انعام مقرر کیا۔ مگر باوجود اس کے کہ میں ایک کافی عرصہ تک شام میں پھرتا رہا۔ کسی شامی مرد نے اس بات کو پسند نہ کیا۔ کہ مجھے گرفتار کرائے اور مقررہ انعام حاصل کرے ؛

عرب شرفاء سے بدسلوکی

فرانسیسی سول اور ملٹری افسر اپنے جابرانہ طریق کار پر مصر اور اپنی انتہائی بربریت کی پالیسی پر بضد رہے۔ یہاں تک کہ پینتیس ۳۵ ہزار عرب حراست میں لے کر عام چوروں اور بدمعاشوں کے ساتھ رکھے گئے۔ اور انہی جیسا سلوک ان شرفاء کے ساتھ بھی کیا گیا ؛

مقامات مقدسہ کا دلخراش استعمال

مزارات اور دیگر مقامات مقدسہ جن کی تہ دل سے عرب عزت کرتے ہیں۔ خراب کئے گئے۔ اور ان کی بے حرمتی کرنے سے ذرا بھر بھی ان لوگوں نے دریغ نہ کیا۔ تقریباً گیارہ مثالیں ان مزارات اور مقدس مقامات کی میرے علم میں ایسی ہیں۔ جنہیں جیسا کہ فرانسیسی ان کمپنیوں کا نام عورتوں کی مددگار کمپنیاں رکھتے ہیں۔ ان عورتوں کی مددگار کمپنیوں Woman Auxiliary Companies کا قرار گاہ بنایا گیا۔ عورتوں کی مددگار کمپنیاں (Woman Auxiliary Companies) ایک اصطلاح ہے۔ جو فرانسیسیوں کے ہاں اس پہلے درجہ کے مخرب اخلاق اور حیا سوز فعل شنیع کے لئے بطور محاورہ استعمال کی جاتی ہے۔ جو عساکر فرانسیسیہ کی شہوانی اغراض کے پورا کرنے کے لئے چند عصمت فروش و آبرو باختہ بیسواؤں کو اپنے ہمراہ رکھنے کے معاملہ میں انکی ایک خاص خصوصیت ہے ؛

عربوں کے مدارس توڑ دیئے گئے

عربوں کے مدارس بزور بند کر دیئے گئے۔ اور ان لوگوں نے نرمی اور گرمی سے عرب بچوں کو فرانسیسی مدارس میں پڑھنے کے لئے مجبور کر دیا ؛

خفیہ عربی کمیٹی

بالآخر یہ محسوس کر کے کہ ہماری منتوں سماجتوں اور اپیلوں پر فرانسیسی لوگ ہرگز کان نہ دھریں گے۔ خفیہ طور پر عربوں کی ایک ایگزیکٹو کمیٹی بیٹھی۔ جس نے علاقہ عرب کے چیدہ چیدہ شیوخ اور اندرون شام کے سرداران قبیلہ سے استمزاج رائے کے بعد مجھے خفیہ نمائندہ بنا کر انگلستان اور بعض ان ممالک میں کہ جہاں شامیوں اور عربوں کی بستیاں آباد ہیں۔ بدیں غرض دورہ کرنے کے لئے بھیجا۔ کہ اگر بر تقدیر ہمیں شام میں فرانسیسی حکومت کے برخلاف ہتھیار اٹھانے پڑے۔ تو وہ اپنی پر زور آواز سے ہماری تائید کریں۔ کم و بیش آٹھ ماہ کے عرصے کے بعد میں جبل دروز کے پہاڑی لوگوں کے پاس اس یقین بھرے دل کے ساتھ پہنچا۔ کہ اگر وہ مشرقی شام میں ترکوں کے ہاتھوں سے اپنے بھائیوں کو نجات دلانے کے لئے آدمی بہم پہنچائیں۔ تو بیرونی علاقوں کے لوگ جنہیں ان کے ساتھ ہمدردی ہے روپیہ اور سامان حرب دونوں کے ساتھ پوری پوری ان کی مدد کرے گی ؛

دروزیوں کی منت سماجت

دروز جنہوں نے کبھی کسی غیر ملکی حکومت کے جوئے کے نیچے اپنی گردن نہیں رکھی۔ بلکہ یہاں تک کہ ترکوں کی بھی اطاعت کا حلقہ باوجود ترکوں کی حکومت کے ساحل سمندر سے عرب تک وسیع ہو جانے کے ہرگز اپنے کانوں میں نہ پہنا تھا۔ بعض وجوہ مجبوری سے التجاء اور التماس پر اتر آئے۔ کہ فرانس معاملات شام کے نظم و نسق میں انہیں حق نیابت دیدے۔ مگر فرانس نے دروز کی ان سب التجاؤں کا جواب ایک ہی دیا۔ اور وہ یہ کہ ایک فوجی دستہ وہاں بھیج دیا۔ جو جیسا کہ واقف لوگوں سے پوشیدہ نہیں۔ اپنی شومئے قسمت سے اثنائے راہ ہی میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا ؛

آیندہ کے لئے خطرہ

یہ ہیں موجودہ حالات جو ہمارے ملک میں اس وقت رونما ہو رہے ہیں۔ فرانس پیہم آتشباری کر رہا ہے۔ اور شام میں بربریت اور جفاکاری کر کے دنیا جہان کے مسلمانوں کے غیظ و غضب کو بھڑکا کر اپنے برخلاف اشتعال دلا رہا ہے۔ اپنے کردار ناہنجار سے وہ ایک ایسی مثال پیش کر رہا ہے۔ جس کے متعلق مجھے خطرہ ہے۔ کہ اندرون ملک کہیں عرب اس کی نقل اتارتے ہوئے طریق تشدد نہ اختیار کریں۔ فرانس نسلی تفرق اور مذہبی تنفر سے ایک دوسرے کے برخلاف تحقر پیدا کر رہا ہے۔ جس کا بد اثر دنیا میں پھیل کے رہے گا ؛

فرانس کو شائد یہ معلوم نہیں یا وہ ارادۃً اس سے تجاہل عارفانہ کر رہا ہے۔ کہ صحرائے عرب میں ایک ایسا خطہ زمین ہے۔ کہ اگر اس کے نام پر آواز دی گئی تو مجھے خطرہ ہے۔ کہ کہیں مذہبی جوش سے دیوانہ ہوئے ہوئے دستوں۔ گروہوں اور جماعتوں کا طوفان مغرب کی طرف ٹھاٹھیں مارتا ہوا نہ نکلے۔ اور اس وقت جبکہ فرانس کرتے دھرتے بھی کچھ نہ کر سکے گا۔ تو اسے افسوس نہ کرنا پڑے۔ فرانس کو یہ بات گوش ہوش سے سن رکھنی چاہیئے۔ کہ اگر ایک دفعہ عرب کا جوش بھڑک اٹھا اور اگر فرانسیسی بربریت اور وحشت کی داستانیں ان کے کانوں تک پہنچ گئیں۔ تو نتیجہ بالیقین خوفناک ہوگا۔ مگر افسوس تو یہ ہے۔ کہ باوجود اس صحیح بات کے فرانس اس بات کو محسوس نہیں کرتا۔ کہ جتنے ظالمانہ طریق سے وہ شام پر حکومت کریگا۔ اتنا ہی دردناک اس کا نتیجہ ہوگا۔ اور جتنا وہ بربریت اور درندگی کا ثبوت دے گا۔ اتنا ہی خوفناک اس کا بدلہ ہوگا ؛

الفضل :۔ اس مضمون میں جس تباہ کن خطرہ کا ذکر کیا گیا تھا۔ وہ رونما ہو کر رہا۔ اور شام بدامنی اور تباہی بربادی کا مرکز بن گیا۔ اس سے بیان کردہ واقعات کی اہمیت اور بھی زیادہ پختہ ہو جاتی ہے۔ کیا ذمہ دار فرانسیسی حکام جو شام میں حکومت کر رہے ہیں۔ ان کے متعلق روشنی ڈالیں گے اور بتائیں گے۔ کہ ان شرمناک حالات میں کہاں تک صداقت ہے۔ اور کس حد تک بناوٹ؟

قابل افسوس

"ہر ایک جو ٹھوکر کھاتا ہے۔ افسوس کے قابل ہے۔ مگر اس کی حالت بہت ہی قابل افسوس ہے۔ جو دوسرے کو ٹھوکر کھاتے ہوئے دیکھتا ہے۔ اور پھر نہیں سنبھلتا" (تحفہ ویلز ص ۱۳)

حضرت خلیفہ ثانی

جگر اور تلی کا خون کیوں حلال ہے؟

قرآن کریم میں آتا ہے۔ خون حرام ہے۔ حرمت علیکم المیتۃ والدم۔ مگر ایک معتبر حدیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے لئے دو خون حلال ہیں۔ ایک جگر اور دوسرا تلی کا۔ اس سے بظاہر قرآن کریم اور حدیث شریف میں تناقض معلوم ہوتا ہے۔ مگر ہمارا یہ ایمان ہے کہ ان دو کتب میں اصولی اختلاف نہیں۔ اس لئے ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ ہم ان میں مطابقت کر کے دکھائیں۔ اور ثابت کر دیں کہ نبی کریمؐ کا فرمان درست ہے۔ اور قرآن کریم کے خلاف نہیں ہے۔

اس سے قبل ہم اسی حدیث کے پہلے حصہ کی فلاسفی بتا چکے ہیں۔ کہ مچھلی باوجود حلال نہ کرنے کے حلال ہے۔ اور مضر صحت نہیں۔ اس مضمون میں انشاء اللہ اس حدیث کے دوسرے حصہ کو مغربی علوم کی روشنی میں واضح کر کے ثابت کیا جائے گا۔ کہ جگر اور تلی کا خون حلال ہے۔

اس مسئلہ پر بھی دو پہلوؤں سے اعتراض پڑ سکتا ہے ایک شرعی اور دوسرا طبی۔ شرعی اس لحاظ سے کہ خون حرام ہے۔ اور جگر میں قریباً جسم کا چوتھا حصہ خون باقی رہ جاتا ہے۔ جو ہم کھا جاتے ہیں۔ اس لئے اسپر اعتراض پڑتا ہے طب کی رُو سے بھی خون میں چونکہ مختلف قسم کے فضلات اور زہریں ہوتی ہیں۔ اس لئے اس کا کھانا مضر صحت ہے۔ اور جگر میں چونکہ خون ہوتا ہے۔ اس لئے اعتراض ہو سکتا ہے کہ جگر کو کیوں کھایا جائے؟

شرعی اعتراض کا حل تو آسان ہے۔ قرآن کریم کی آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس نے جسم کے خون کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک مسفوح (بہنے والا) اور دوسرا غیر مسفوح (بند خون) ان میں سے اول الذکر (مسفوح) خون حرام ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ قل لا اجد فی ما اوحی الی محرماً علی طاعم یطعمہ الا ان یکون میتۃً او دماً مسفوحاً (انعام ۱۸) جگر اور تلی کا خون غیر مسفوح ہوتا ہے۔ اور وہ حلال کرنے پر خود بخود جاری نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ حرام نہیں۔ کیونکہ قرآن کریم کی رو سے صرف مسفوح خون حرام ہے۔ پس قرآن کریم نے جو فرمایا کہ خون حرام ہے۔ تو اس سے مراد مسفوح خون تھی۔ اور نبی کریمؐ نے جو فرمایا کہ خون حلال ہے تو اس سے مراد غیر مسفوح (جگر۔ تلی وغیرہ) تھی۔ ان میں تناقض نہیں۔ قرآن کریم نے آج سے تیرہ سو سال پہلے اس صداقت کو ظاہر کیا ہے۔ جو اب مغربی علوم کی روشنی میں ظاہر ہو رہی ہے۔ یعنی اس نے مسفوح اور غیر مسفوح خون میں فرق کیا ہے۔ اور یہ امر ایک عظیم الشان صداقت پر مبنی ہے۔ جس سے طبی اعتراض کا حل بھی ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ غیر مسفوح خون سمیات اور فضلات سے پاک ہوتا ہے اس لئے مضر صحت نہیں اور حلال ہے۔ اب ہم طبی اعتراض کو لیتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ خون مضر صحت ہے کیونکہ اس میں جسم کے فضلات اور سمیات ملے ہوتے ہیں جو انسان کے دقیق فطری قویٰ کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ کیا جسم کا سارا خون ایک ہی قسم کا ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ نہیں۔ جسم کے مختلف مقامات اور مختلف اعضاء کے خون کی ترکیب کیمیاوی مختلف ہوتی ہے کسی حصہ میں فضلات زیادہ ہوتے ہیں۔ کسی میں کم۔ اور کسی میں بالکل نہیں ہوتے۔ اس اصل کے ماتحت ہم دیکھتے ہیں کہ جگر اور تلی کے خون کی کیا حالت ہے۔ پس اگر ثابت ہو جائے کہ جگر کا خون سمیات اور فضلات سے پاک ہوتا ہے تو کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا۔ بطور قاعدہ کلیہ کے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مسفوح خون وہ ہے۔ جو جسم میں شریانوں اور وریدوں کے راستہ دورہ کرتا رہتا ہے۔ اور جسم کے ہر ایک مقام سے فضلات اکٹھے کرتا رہتا ہے۔ اور آخر ان کو جسم کی مختلف صفائی کی بھٹیوں میں پہنچا دیتا ہے۔ جہاں خون کے فضلات وغیرہ جلائے جاتے ہیں۔ اس قسم کی بڑی بڑی بھٹیاں جگر۔ تلی۔ پھیپھڑے اور گُردے ہیں۔ حیوانی غذا کے فضلات زیادہ تر گُردوں کے ذریعہ خارج ہوتے ہیں (جو پیشاب کی شکل میں جسم سے نکلتے ہیں) گیس کی قسم کے فضلات پھیپھڑوں سے۔ نباتاتی غذا کے فضلات جگر سے اور خون کے اپنے فضلات تلی کے رستہ خارج ہوتے ہیں +

غیر مسفوح خون وہ ہے۔ جو دماغ۔ پھیپھڑوں۔ جگر۔ تلی وغیرہ میں حلال کرنے کے بعد رُکا رہتا ہے اور کسی صورت میں بھی جسم سے جدا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ خون کسی حد تک گوشت میں بھی رہتا ہے۔ چنانچہ حلال شدہ جانور کے گوشت کو اگر پانی میں دھویا جائے۔ تو خون سے پانی سرخی مائل ہو جاتا ہے۔ غیر مسفوح خون کی مقدار احشاء میں کم و بیش ہوتی ہے چنانچہ جگر میں یہ خون سب سے زیادہ ہوتا ہے (یہ جسم کا چوتھا حصہ ہوتا ہے) اس کے بعد تلی اور دیگر اعضاء ہیں۔ مسفوح خون جس میں اعلیٰ اور مفید اجزا کے ساتھ ادنیٰ اور مضر اجزا بھی ملے ہوتے ہیں جب شریانوں کے رستہ ان اعضاء میں پہنچتا ہے تو یہ اس میں سے مفید اجزا نکالکر مختلف رطوبتیں بنا لیتے ہیں۔ اور اپنے مناسب حال فضلات کو جلا دیتے ہیں۔ جو بچ رہیں وہ دوسرے اعضاء میں جلتے ہیں۔ غرضیکہ اس طرح جسم کا خون صاف ہو جاتا ہے۔ اسی عمل کے ماتحت جسم کی مختلف غدودیں۔ دودھ صفراء۔ تھوک۔ معدہ کی رطوبت۔ آنسو اور پیشاب وغیرہ بناتی ہیں۔ جن میں سے بعض فضلات ہیں۔ اور بعض مفید رطوبتیں ❊

جگر جسم کا سب سے بڑا غدود ہے۔ اور خون صاف کرنے کی سب سے بڑی بھٹی ہے۔ جس میں کئی قسم کے فضلات جلائے جاتے ہیں۔ اس میں خون بہت زیادہ مقدار میں ہر وقت جمع رہتا ہے۔ اور ہر پندرہ منٹ کے بعد جسم کا تمام خون جگر میں سے گذرتا ہے اس میں زیادہ تر انتڑیوں کے فضلات جلائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ خون کے سرخ دانوں کے مردہ جسم بھی جگر میں جلائے جاتے ہیں۔ خون کی بڑی نالی جو انتڑیوں سے جگر کی طرف خون لاتی ہے۔ اس میں سخت متعفن مادے ہوتے ہیں۔ اور وہ سب جگر میں آکر جلتے ہیں۔ جس سے خون صاف ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خون جب جگری وریدوں کے رستہ دل کی طرف واپس جاتا ہے۔ تو وہ بالکل صاف ہوتا ہے۔ اسی طرح جو خون جگر کی باریک عروق شعریہ اور عروق جاذبہ میں پھنسا ہوتا ہے۔ وہ بھی صاف ہوتا ہے۔ ہاں جو خون جگر کی طرف آ رہا ہے۔ وہ مضر ہوتا ہے۔ مگر وہ خون جگر کو جسم سے جدا کرتے وقت شریان کے کٹ جانے سے خود بخود نیچے گر جاتا ہے۔ اور جو علیحدہ نہیں ہوتا۔ وہ سمیات سے پاک ہوتا ہے۔ اس لئے مضر صحت نہیں ہوتا۔ پس اسپر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا ❊

اس کے علاوہ تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ جگر میں ہر قسم کے زہروں کا تریاق ہوتا ہے۔ اور جب کوئی زہر خواہ وہ بیماری کے جراثیم کا عرق ہو یا کوئی معدنی زہر جسم میں مل جائے۔ تو وہ جگر میں جا کر زائل ہو جاتا ہے۔ یہ خوبی اسی غیر مسفوح خون کی بدولت ہے۔ جو جگر کے اندر بہت بڑی مقدار میں ہمیشہ جمع رہتی ہے (یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر اکثر امراض میں جگر کے فعل کو تیز کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور جگری مسہل مثلاً کیلومل وغیرہ تجویز کرتے ہیں)

حیوانی غذا کے فضلات (یوریا یورک ایسڈ وغیرہ) جن کا اجتماع تشنج اور مرض نقرس پیدا کر دیتا ہے۔ جگر میں جا کر ایک غیر مضر شکل میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اور گُردوں کے رستہ جسم سے خارج ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ جگر میں جسم کی حرارت کو قائم رکھنے کا ایک نادر سٹور چینی (گلائی کوجن) کا ہوتا ہے جو اسی غیر مسفوح خون میں رہتی ہے۔ اور حسب ضرورت عضلات کو پہنچائی جاتی ہے۔ غرضیکہ جگر انسان کے لئے ایک عضو رئیس ہے۔ جس کے بغیر چار گھنٹہ کے اندر موت واقع ہو جاتی ہے۔

جس طرح جگر کا خون فضلات سے پاک ہوتا ہے۔ اسی طرح تلی کا خون بھی صاف ہوتا ہے۔ اور مضر صحت نہیں ہوتا۔ تلی میں بھی جگر کی طرح فضلات جلائے جاتے ہیں۔ اور خون کے سرخ دانوں

سکے مردہ جسم بھی اسی بھٹی میں ڈالکر خاک کئے جاتے ہیں - زہر ولی سے تریاق مہیا کرنے میں بلی کے خون کا بھی بہت تعلق ہے -
پس ثابت ہوا - کہ جگا اور بلی کا خون غیر مسفوح ہوتا ہے اس لئے حرام نہیں ہے - اور چونکہ وہ سمیات اور فضلات سے پاک ہوتا ہے - اس لئے مضر صحت نہیں - بلکہ اس کے برخلاف چونکہ ان میں بہت سے مفید اجزاء اور تریاق ہوتے ہیں - اس لئے مفید ہے ؛

شریعت کے سب احکام فائدہ اور حکمت پر مبنی ہیں - مگر ان کے اظہار کے لئے تدبر اور فکر کی ضرورت ہے - یہی وجہ ہے کہ سطحی نگاہ ڈالنے والوں کو اعتراض سوجھتے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ جو شخص شریعت کے مسائل میں غور و فکر سے کام لیتا ہے - اس پر ان کی خوبیاں اور حکمتیں ضرور ظاہر ہو جاتی ہیں ؛
خاکسار محمد شاہ نواز خان - اسسٹنٹ سرجن - جہلم

پیغامی حضرات توجہ فرمائیں

منکرین خلافت عموماً اور پھر ان میں سے مولوی محمد علی صاحب خصوصاً کہا کرتے ہیں - کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا مسئلہ میاں صاحب کی ایجاد ہے - ورنہ اس سے پہلے اور کوئی احمدی نبوت مسیح موعودؑ کا قائل نہ تھا - چنانچہ مولوی صاحب اپنی کتاب خاتم النبیین کے صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں :-

"مسئلہ نبوت میاں صاحب نے ایجاد کیا ہے - جسے کوئی قرآن و حدیث کے ماننے والا مسلمان قبول نہیں کر سکتا"

اس جگہ میں ان حوالجات کو پیش نہیں کرنا چاہتا - جنہیں خود مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نبی ہونے کا مذکورہ بالا قول کے مطابق غیر مسلم ہونے کی حالت میں اقرار کیا ہے - بلکہ اس وقت میں ایک حوالہ اخبار بدر ۲۸ مارچ ۱۹۱۲ء سے پیش کرتا ہوں جس کو اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی نے اپنی تالیف "مرقاۃ الیقین فی حیوٰۃ نور الدین" کے صفحہ ۱۶ پر پیش کیا ہے :-

"حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ ثانی فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں - آپ کا شجرہ نسب حاصل کر کے ہم واقفیت عامہ کے واسطے درج اخبار کرتے ہیں - آج سے ۱۳ صدیاں قبل حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلافت نبوی کے مالک ہوئے تھے - آج ان کے ایک بیٹے کو خدا تعالیٰ نے ایک نبی کا خلیفہ اول بنا دیا ہے - فالحمد للہ علیٰ ذالک"

اس حوالہ سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے - کہ ۱۹۱۲ء میں جماعت احمدیہ کا نبوت و خلافت کے متعلق یہی اعتقاد تھا کہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں - اور خلافت حضرت مولوی نورالدین صاحب پر ختم نہیں ہے - بلکہ آپ کے بعد بھی خلفاء ہوں گے - تبھی آپ کو خلیفہ اول کہا جاتا تھا - اگر آپ کے بعد خلافت ختم ہوتی - تو "اول" کے لفظ کی کوئی ضرورت نہ تھی - پیغامی صاحبان پھر خصوصاً اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی غور فرماویں ؛
والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ -
خاکسار جلال الدین شمس - از دمشق

سلطنت برطانیہ کا فرض

دی ایوننگ ٹائمز - پورٹ سمتھ ۲ نومبر ۱۹۲۵ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے :-

"ملک غلام فرید صاحب ایم اے احمدی مسلم مشنری نے بروز شنبہ پورٹ سمتھ کی تھیاسوفیکل سوسائٹی میں ایک لیکچر دیا - جس میں آپ نے بعض اس قسم کی دلچسپ باتیں کہیں - جو برطانوی جھنڈے کے ماتحت مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہیں - مثلاً یہ کہ حکومت برطانیہ سب سے بڑی اسلامی حکومت ہے - کیونکہ روئے زمین کے مسلمانوں میں سے بہت زیادہ مسلمان یونین جیک کے زیر سایہ آباد ہیں - کم و بیش چار اور نو کی نسبت سے وہ برٹش راج کے ماتحت آباد ہیں - یا بالفاظ دیگر وہ برطانوی مقبوضات کے عیسائیوں کی مجموعی تعداد سے دگنے ہیں - ان حالات کے ماتحت برطانیہ کے ذمے ان کے متعلق چند اہم فرض ہیں - جنہیں اسے پورے طور پر بجالانا چاہیئے - پس ہمارے لئے یہ ازبس ضروری ہے کہ ہم مسلمانوں کی ہاں ان مسلمانوں کی مذہبی - تمدنی اور سیاسی حالت سے پوری پوری واقفیت حاصل کریں - جن کے ساتھ ناگزیر طور پر ہماری قسمت وابستہ ہے" ؛

منشی پیر بخش صاحب کا کھلا کھلا فرار

ناظرین کرام کو معلوم ہے - ہم منشی صاحب کو رد کے چیلنج کو منظور کرتے ہوئے لکھ چکے ہیں - کہ آپ ہرگز اپنے چیلنج پر قائم نہ رہیں گے - سو نہایت افسوس ہے - کہ ایسا ہی وقوع میں آیا -

ستمبر ۱۹۲۴ء سے خط و کتابت شروع ہوئی - ہم نے ہر رنگ میں ان پر اتمام حجت کی - اور ان کے ہر ایک عذر کو توڑا - بفضلہ تعالیٰ - مگر ان کی وہی بات ہے - ہاتھی کے دانت کھانے کے اور - اور دکھانے کے اور -

پہلا فرار :- ہم سے مطالبہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-
"قرآن شریف میں دکھادیں کہ "انی عیسیٰ قدمات" کیونکہ لم یمت کے مقابل قد مات ہے" خط نمبر ۲
ہم نے لکھا :- کہ صاف طور کا یہ مطلب نہیں ہوتا - مگر آپ کو اسی بات پر اصرار ہے - ہم نے جھوٹے کو گھر تک پہنچانے کے لئے ان کی اپنی کئی تحریریں پیش کیں - مثلاً
"قرآن میں صاف صاف لکھا ہے کہ عیسیٰ نہیں مرے"
(تائید الاسلام جلد ۲ نمبر ۱ صفحہ ۱۵)
اور کہا کہ یا قرآن سے "لم یمت" دکھاؤ - ورنہ ہمارے معقول کو درست مانو +

دوسرا فرار :- ہم نے لکھا کہ چونکہ ہمارے ذمہ ثبوت ہوگا لہذا آخری پرچہ ہمارا ہوگا - اس پر لکھتے ہیں :-
"شرط نمبر ۶ جو زیادہ کرنا چاہتے ہو - کہ آخری پرچہ آپ کا ہوگا - نامنظور ہے - کیونکہ انصاف کے برخلاف ہے" (خط نمبر ۱)
جب اپنے مطالبہ کو ہر طرح سے مدلل اور معقول دکھایا گیا اور ان سے کوئی جواب بن نہ آیا - تو نہایت سادگی سے لکھ دیا :-
"شرائط کا قائم کرنا میرا حق ہے" (خط نمبر ۱۶)

تیسرا فرار :- ہر طرف سے عاجز آکر یہ شرط پیش کر دی کہ قرآن پاک کی وہ آیت پیش کرنی ہوگی - جس کو مرزا صاحب نے ازالہ اوہام میں لکھا ہوگا - چنانچہ آپ کے الفاظ حسب ذیل ہیں :-

"ان آیتوں کے جواب تو میں کئی دفعہ دے چکا ہوں - جو مرزا صاحب نے ازالہ اوہام میں تیس آیات سے وفات مسیح ثابت کرنے کی کوشش کی ہے - جن کا کوئی جواب نہیں دیا گیا - ان کے علاوہ کوئی آیت ہے - تو پیش کرنی ہوگی" خط نمبر ۱۵
ازالہ اوہام کی حد بندی کو کافی نہ سمجھتے ہوئے لکھتے ہیں :-
"آپ پہلے یہ شرط لکھ دیں - کہ ازالہ اوہام اور عسل مصفیٰ والی آیات پیش نہ کریں گے - کیونکہ ان کا رد ہو چکا ہے"
(خط نمبر ۱۷)
اور آپ کو اس شرط پر اتنا اصرار ہے - کہ بغیر لکھوائے کے بات کرنا پسند نہیں - اب ناظرین اندازہ کر لیں - کہ کس نے فرار کیا ہے - میں نے تو حقیقت کو آشکار کر دیا - اور جھوٹے کو گھر تک پہنچا دیا - ع

بر رسولاں بلاغ باشد و بس

اصل بات یہ ہے - کہ مسئلہ وفات مسیح کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے غیر احمدی مولویوں اور ان کے ہمنواؤں کی روح قبض ہوتی ہے - اس لئے ان کی سرتوڑ کوشش ہوتی ہے کہ اس پیالہ کے پینے سے بچیں - اسی وجہ سے بابو پیر بخش صاحب بھی اس طرف نہیں آتے + خاکسار اللہ دتا جالندھری مولوی فاضل قادیان +

جماعت احمدیہ کے جدید نظام عمل پر

پیغام صلح کے اعتراضات

(۱)

منکرین خلافت ثانیہ مبایعین کی بڑھتی ہوئی ترقی کو دیکھکر آتش سوزاں میں جلتے رہتے ہیں۔ کوئی کام نہیں جس پر وہ معترض نہ ہوں اور کوئی خوبی نہیں جس کے وہ منکر نہ ہوں

جماعت کے کاموں کو مختلف شعبوں اور صیغوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جن کے صحیح اور مفید ہونے کو بچشم خود دیکھتے ہوئے غیر مبایعین نے بھی اس کی نقل میں مختلف شعبے قائم کر لئے۔ گزشتہ دنوں بعض ضروریات کے ماتحت صدر انجمن احمدیہ اور نظارتوں کو ملا دیا گیا۔ اور ان کے ملاتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایک لمبی تقریر فرمائی۔ جو الفضل کے کئی نمبروں میں شائع ہو چکی ہے۔ حضور نے اس میں ان دونوں صیغوں کے ملانے کی وجوہات پر مفصل بحث فرمائی ہے۔ اور بتلایا ہے۔ کہ کام اور نظام کے کنٹرول کے لئے ان دونوں صیغوں کا جن کی ایک ہی غرض و غائت ہے اتحاد ضروری ہے۔

اخبار "پیغام صلح" حسب عادت اس ضروری تبدیلی پر کب خاموش رہ سکتا تھا۔ اس نے حضور کی تقریر اور صیغوں کے حاضر الوقت تغیر پر اعتراض کے پردہ میں انہی سوالات کو دہرایا ہے۔ جو اہل پیغام متعدد مرتبہ بذریعہ تحریر و تقریر ظاہر کر چکے ہیں۔ اور جن کے جواب میں کئی رسالے لکھے جا چکے ہیں۔ یعنی وہی خلافت اور انجمن کا دیرینہ قصہ۔ ہاں جدت طبع کی وجہ سے ایڈیٹر اخبار نے جو حملے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی ذات بابرکات پر کئے ہیں۔ وہ اس پرانے بغض اور کینہ کا ثبوت ہیں۔ جو ان اصحاب کو اہل بیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہے۔

"پیغام صلح" کی لمبی چوڑی یاوہ گوئی کا خلاصہ محض یہ تین اعتراض ہیں۔ جو اسی کے الفاظ میں درج ذیل ہیں:-

(۱) "یہ تو صحیح ہے۔ کہ صدر انجمن احمدیہ کا نام اوروں کا تجویز کردہ تھا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ نے اسے منظور کیا تھا مگر کام کا طریق اوروں کا تجویز کردہ نہ تھا۔ بلکہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا تجویز کردہ تھا۔ کام کے طریق سے مراد وہ قواعد نہیں جو بنائے گئے۔ بلکہ مراد وہ بنیاد ہے۔ جس پر وہ قواعد بنائے گئے۔ قواعد تو تبدیل ہوتے رہے ہیں۔ اور تبدیل ہوتے رہیں گے۔ لیکن جس بنیاد پر وہ قواعد بنے تھے وہ بنیاد تبدیل نہیں ہو سکتی۔ . . . . اور یہ بنیاد ایک انجمن کا وجود ہے۔ جو بہمہ وجوہ کامل اختیارات رکھتی ہے۔ اور کسی کے ماتحت نہیں"

(۲) "یہ شوریٰ شوریٰ نہیں رہتا جب اس کے فیصلوں کو ایک آدمی کی رائے رد کر سکے۔ خواہ وہ کتنا ہی بڑا آدمی اور کیسا ہی اہل الرائے کیوں نہ ہو۔ . . . . . . نبی کریم صلعم نے احد کی جنگ میں اپنی رائے کے خلاف شوریٰ کی رائے پر عمل کر کے ہمارے لئے نمونہ قائم کر دیا۔ . . . حضرت مسیح موعودؑ نے جو تجدید فرمائی۔ اس میں یہ بھی ایک امر تھا۔ کہ آپ نے اصول شوریٰ کو زندہ کیا۔ اور اپنے بعد قوم کی انجمن کو اپنا پورا اور بااختیار جانشین ٹھیرایا"

(۳) "یہ کہنا کہ خلافت اسلام کا بنیادی اصول ہے اہل تشیع سے بھی ایک قدم آگے گذر جانا ہے۔ مگر یہ سب سے بڑھکر حضرت مسیح موعود پر اعتراض ہے . . . . . .
آپ نے انجمن بنائی کل اختیارات آپ نے انجمن کو دیئے اور اپنی وصیت میں آپ نے اس کو اپنا جانشین قرار دیا۔ اور خلیفہ کا نہ وصیت میں ذکر کیا جو اپنے ہاتھ سے لکھی تھی نہ قواعد انجمن میں اتنی بڑی خامی آپ کو نظر آئی۔ . . . . . حضرت مرزا صاحب اسلام کے بنیادی اصول سے بھی ناواقف تھے۔ اور وفات تک غلطی پر رہے"

(پیغام صلح ۲ر دسمبر ۱۹۲۵ء)

پہلا اعتراض کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقرر کردہ بنیاد انجمن کو بدل دیا اور انجمن کی حقیقت کو مسخ کر دیا۔ محض دھوکہ دہی ہے۔ پیغام نے مندرجہ بالا سوال میں انجمن کی بنیاد "ایک انجمن کا وجود" پر قرار دی ہے۔ جو بہمہ وجوہ کامل اختیارات رکھتی ہے۔ لیکن یہ ایک ایسا معمہ ہے۔ جسے عقل انسانی سمجھنے سے قاصر ہے۔ کہ ایک چیز کی بنیاد خود اسی پر ہو۔ بنیاد کا اصل شئے سے پیشتر ہونا بدیہات میں سے ہے۔ ورنہ تقدم الشئ علیٰ نفسہٖ لازم آئے گا۔ جو بدیہی البطلان ہے۔ لیکن ہم اس بات سے قطع نظر کرتے ہوئے یہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ آیا اس "بنیاد" کا کوئی ثبوت پیغام کے ہاتھ میں ہے۔ "پیغام صلح" نے اس "بنیاد" کے اثبات میں دو باتیں پیش کی ہیں۔ چنانچہ لکھتا ہے:-

"اس انجمن کی بنیاد حضرت صاحب نے خود رکھی۔ اور اس وقت رکھی جب آپ کو موت کا پیغام پہنچا۔ دیکھو رسالہ الوصیت" اس صورت میں ایک انجمن چاہیئے۔ کہ ایسی آمدنی کا روپیہ جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہے گا۔ اعلاء کلمہ اسلام اور اشاعت توحید میں جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کریں" (ص۲ کالم ۳)

(۲) حضرت اقدس کی ۲۷ر اکتوبر ۱۹۰۷ء کی تحریر جو ایک تنازع کے بارہ میں ہے۔ اس کو اس ثبوت میں پیش کیا ہے۔

کہ اس انجمن کی بنیاد "ایک انجمن کا وجود" پر ہے۔ جو بہمہ وجوہ کامل اختیارات رکھتی ہے"۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ یہ دونوں باتیں غیر مبایعین کے مدعا کو ثابت نہیں کر سکتیں۔ کیونکہ الوصیت کی تحریر میں بے شک ایک انجمن کے قیام کی طرف اشارہ ہے۔ جو محض بہشتی مقبرہ کے امور کو سر انجام دے اور حضور کے الفاظ "ایسی آمدنی" اس انجمن کے اختیارات کو محض آمد عشر وغیرہ سے خاص کرتے ہیں۔ اور پھر کس قدر افسوس ان لوگوں پر ہے۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں کو حضور کے خلاف منشاء اپنے مدعا کے اثبات میں پیش کرتے ہیں۔

غیر مبایعین خود بتائیں کہ کیا یہی "صدر انجمن احمدیہ" ہے جس کو حضور نے الوصیت میں تجویز فرمایا ہے۔ اور کیا اس کے وہی اختیارات رکھے گئے۔ جو الوصیت میں ذکر ہیں۔ نہیں اور ہرگز نہیں! کیونکہ الوصیت میں جس انجمن کا ذکر ہے۔ اس کو حضرت مسیح علیہ السلام پاک نے "انجمن کار پرداز مصالح قبرستان" کے نام نامی سے یاد فرمایا ہے۔ مگر تم جس انجمن کو حضرت اقدس کی تحریر مندرجہ الوصیت کا مصداق تبلاتے ہو۔ اس کا کبھی یہ نام نہ رکھا گیا۔ اور نہ اس کے اختیارات "الوصیت" کے ذکر کردہ مقرر کئے گئے۔ پس جب پہلے قدم پر ہی یہ انجمن "الوصیت" میں مذکورہ شدہ انجمن کی مصداق ثابت نہ ہوئی۔ تو اس پر مزید حاشیہ آرائی اور اس کو ان حقوق کا حقدار قرار دینا جو حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام نے الوصیت میں بیان فرمائے ہیں۔ صریح غلط بیانی ہے

؎ خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

پس اگر یہ ثابت بھی ہو جاوے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے الوصیت والی انجمن کو "بہمہ وجوہ کامل اختیارات" والی قرار دیا ہے۔ تب بھی غیر مبایعین کا مدعا ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ "انجمن کار پرداز مصالح قبرستان" اور ہے اور "صدر انجمن احمدیہ" اور۔ اول الذکر کا کام اور نام خدا کے برگزیدہ نبی کا مقرر کردہ ہے۔ اور مؤخر الذکر اپنے نام اور طریق عمل کے لحاظ سے غیروں کی تجویز کردہ اور سیدنا خلیفۃ المسیح نے جس انجمن کے ساتھ نظارتوں کا الحاق فرمایا ہے۔ وہ مسیح پاک کی مقرر اور ذکر کردہ انجمن نہیں۔ پس اس کی بنیاد کی تبدیلی بھی ناجائز نہ تھی۔ گو ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ محض قواعد میں تبدیلی کی گئی ہے۔ جس کے جواز علی الابد کا مدعی "پیغام صلح" بھی ہے۔ جیسا کہ وہ لکھ چکا ہے

"قواعد تو تبدیل ہوتے رہے ہیں اور تبدیل ہوتے رہیں گے"

اور خود حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ اپنی تقریر میں فرما چکے ہیں:-

"میں نے یہ مناسب سمجھا کہ مجلس معتمدین کے قواعد میں تبدیلی کر کے نظارت کو اس میں شامل کر دیا جائے۔ اس وجہ سے مجلس معتمدین میں ایسی تبدیلیاں کر دی گئی ہیں۔ کہ ملکر کام ہو سکے" (الفضل ۱۳ر اکتوبر ۱۹۲۵ء)

پیغام صلح کا اکتوبر ۱۹۰۷ء کی تحریر کو "انجمن کی بنیاد" قرار دینا نہایت مضحکہ خیز ہے۔ کیونکہ اس سے یہ سمجھا جائیگا۔ کہ گویا انجمن اپنے کام میں مشغول ہے

اشتہارات

مفرح جہانگیری

[illegible] ہم آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ کہ اکثر آدم کے فرزندان کی جوانی کا زمانہ رنج والم حسرت و یاس کی سرد آہوں سے معمور ہے۔ مزاج میں چڑچڑا پن۔ احباب کی صحبت سے نفرت۔ دماغ کا ضعف۔ جگر کی خرابی۔ ہاضمہ کا بگاڑ۔ نفخ اور ریح کی شکایت۔ بدن کی لاغری۔ چہرے کی بے رونقی۔ دل کی دھڑکن۔ وہم۔ نسیان۔ دائمی قبض کثرت پیشاب۔ کمر اور جوڑوں کا درد۔ سلسلہ تولید یہ ہے رنگین آئینہ جس میں ہمارے ملک کے اکثر نوجوانوں کا عکس نظر آتا ہے۔

مفرح جہانگیری ایک نہایت ہی خوشگوار تریاق ہے۔ اس کا اثر عارضی نہیں۔ بلکہ اس کے استعمال سے حواس خمسہ کی درستی۔ خیالات کی بلندی۔ عالی حوصلگی۔ خون صالح اور مادہ تولید میں ایک خاص اثر ہوتا ہے۔

مفرح جہانگیری طالب علموں۔ ہیڈ ماسٹروں۔ بیرسٹروں۔ وکیلوں تجارت پیشہ اور دیگر عام دوکانداروں کو تکان کوفتگی۔ تند خوئی۔ تیز مزاجی۔ بے صبری سے بچنے اور حفظ ما تقدم رکھنے میں بینظیر ہے۔ قیمت ڈبیہ کلاں پانچ روپیہ۔ قیمت ڈبیہ خورد دو روپیہ۔ پرچہ ترکیب ہمراہ ہوگا۔

المشتہر
ایم۔ ای۔ فلیس منیجر احمدیہ دوائی خانہ سیالکوٹ

تصدیق برائے دافع قبض گولیاں

میں نے جناب ڈاکٹر ایم اے خاں ایچ۔ ایم۔ بی۔ ایچ۔ ایچ کی تیار کردہ گولیوں کو خود استعمال کیا ہے۔ مجھے سفر میں بوجہ تکالیف سفر کے قبض کی شکایت ہو جاتی تھی۔ اور بھوک بالکل نہیں لگتی تھی۔ تو میں نے ان گولیوں کا استعمال کیا۔ زود اثر۔ بے ضرر۔ بغیر کسی قسم کی گھبراہٹ وغیرہ کے کھل کر اجابت ہو جاتی رہی۔ اور بھوک بھی لگتی تھی۔ بہت کم مقدار کی قبض کشا دوائی ایک نعمت الٰہی ہے۔ جس کا انسان شکریہ جس قدر بھی ادا کرے کم ہے۔ قبض جیسی شکایت جو ام الامراض ہے۔ ان گولیوں سے بالکل رفع ہو جاتی ہے۔ میرا یقین ہے۔ کہ اگر یہ گولیاں جن کو موجد صاحب نے اب عمدہ صورت میں بنا دیا ہے۔ عام و خاص میں مشہور ہو جائیں۔ تو ہر ایک کو اس طرح مفید ثابت ہونگی۔ جس طرح مجھے ان سے فائدہ ہوا ہے۔ اس لئے میں بطور شہادت کے جو کہ تجربہ کی بنا پر میں نے ادا کی ہے۔ یہ تحریر صاحب موصوف کو لکھ دیتا ہوں۔ (مہر قاسم علی ایڈیٹر فاروق قادیان)

ملنے کا پتہ
منیجر سٹرلنگ میڈیکل ہال قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

نوٹ:۔ یہ گولیاں دائمی قبض والوں کے لئے مفید ہیں۔
قیمت ۱۵۰ گولیوں کی صرف عہ ہے۔

فراغت کی باتیں

کرم خاں۔ دوست جیئو! جب سے میں نے ایم عبدالرشید اینڈ سنز۔ احمدیہ بلڈنگ بٹالہ (ضلع گورداسپور) سے اپنے کنوئیں کیلئے آہنی ہرٹ منگایا ہے۔ بہت سکھ میں ہوں۔ نہایت ہلکا چلتا اور پانی نہر کے موگہ کی طرح دیتا ہے۔ اور کئی سالوں سے خراب نہیں ہوا۔

شیر دین۔ ہاں بھائی۔ ہمارے گاؤں کے نمبردار ملک خدا یار نے بھی بٹالہ کے انہی صاحبان سے چارہ کترنے کی مشین منگائی ہے۔ عجیب صفائی سے چلتی ہے۔ جو دیکھتا ہے شیدا ہو جاتا ہے۔ جس کا جی چاہے کارڈ لکھ کر نرخ دریافت کرے۔

ہر قسم کی مہروں کا کارخانہ

(۱) لوہے۔ پیتل۔ لکڑی اور ربڑ کی مہریں ہر ایک زبان اور ہر ایک نمونہ کی نہایت اچھی طرح تیار کی جاتی ہیں۔

(۲) ہر ایک قسم کے بلاک اور جلد سازوں کے لئے بھرتی کے پھول کونے اور رول وغیرہ نہایت جانفشانی سے بنائے جاتے ہیں۔

المشتہر
اے۔ جی احمد اینڈ سنز اسلام پورہ شہر سیالکوٹ

سول انجنیرنگ کالج کپور تھلہ بہ سرپرستی و امداد

ہز ہائی نس عالی جناب مہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہ سالگذشتہ میں کالج ہذا کو ریاست نے ریکگنائزڈ کر لیا ہے۔ یہاں کے طلباء گورنمنٹ کے ہر محکمے میں مختلف تنخواہوں پر اس وقت کام کر رہے ہیں۔ بہت سے اخبارات معززین اور انجنیرز کے علاوہ ڈائرکٹر جنرل ملٹری ورکس انڈیا ایجوکیشنل کمشنر انڈیا گورنمنٹ کے ایسے جلیل القدر حکام نے یہاں کی تعلیم ضبط۔ نظم و نسق اور شاف کی تعریف فرمائی ہے۔ سب اوورسیر۔ اوورسیر اور سب انجنیر کلاسز کیلئے پراسپکٹس ملازم شدہ طلباء کی فہرست معہ حکام کے سرٹیفکیٹ کے منیجنگ ڈائرکٹر صاحب سے مفت مل سکتی ہے۔

رشتہ کی ضرورت

ایک بالغ جوان قرآن شریف و اردو پڑھی لکھی امور خانہ داری سے واقف احمدی لڑکی کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ ڈل کا تعلیم یافتہ برسر روزگار مخلص نوجوان مبائع احمدی ہو۔ آمدنی یکصد روپے کے قریب ہو۔ خواہشمند احباب مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

منشی اللہ دتا صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ دفتر ڈپٹی کلکٹر بہادر نہار حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ

آخری صدی کا نرالا زیور

تمام خوبصورت سنہری گھڑیوں میں سے قیمتی لیڈی رسٹ واچ پسند کی گئی ہے۔ جو خوبصورت چمکدار اور مضبوط اور بالکل صحیح وقت دینے میں درجہ اول ثابت ہو چکی ہے۔ دیکھنے میں یکصد روپیہ کی معلوم ہوتی ہے۔ سائز بالکل بٹن کے برابر ہے۔ گارنٹی چھ سال قیمت صرف چھ روپیہ بارہ آنہ۔ فوراً بحوالہ اخبار دیگر طلب فرماویں۔ ملنے کا پتہ

منیجر دی ریلائبل سپلائنگ کمپنی لودھیانہ پنجاب

آنکھ کی بے نظیر دوائی

خدا کے فضل سے آنکھ کی ہر مرض کے لئے مفید ہے۔ امتحان شرط ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ۔ نمونہ کا پیکٹ ایک آنہ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

محمد احمد اینڈ کمپنی قادیان

تریاق چشم (رجسٹرڈ) کی تصدیق

نقل ترجمہ انگریزی سارٹیفکیٹ صاحب سول سرجن بہادر کیمبل پور۔ میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ میں نے "تریاق چشم" جسے مرزا حاکم بیگ صاحب نے تیار کیا ہے۔ استعمال کیا ہے۔ میں گوجرات اور جالندھر میں اپنے ماتحتوں (یعنی ڈاکٹروں) اور دوستوں میں بھی تقسیم کیا ہے۔ میں نے معلوم مذکور کو آنکھوں کی بیماریوں بالخصوص ککروں میں نہایت مفید پایا۔ جیسا کہ دیگر سارٹیفکیٹوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ دستخط انگریزی صاحب سول سرجن۔ نوٹ۔ قیمت پانچ روپیہ (عہ) تریاق چشم رجسٹرڈ علاوہ محصولڈاک وغیرہ موازی ۸ر بذمہ خریدار ہوگا۔

المشتہر
خاکسار میرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم (رجسٹرڈ) گوہی شاہدولہ صاحب گجرات پنجاب

اصل ممیرے کا سرمہ اور ممیرا

مصدقہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام و حضرت خلیفۃ اول رض مندرجہ ذیل پتہ سے منگائیں۔

قیمت قسم اول عہ فی تولہ۔ خاص سرمہ عہ فی تولہ۔

ممیرا خالص عہ فی تولہ۔

ست سلاجیت کے فوائد سے ایک دنیا آشنا ہے۔ قسم اول فی تولہ ایک روپیہ۔ سید صاحب کی ادویات محتاج تصدیق نہیں ہیں۔ معزز انگریز صاحبان ہندوستان میں ڈاکٹروں کی سفارش سے تجربہ کے بعد ولایت میں بھی منگاتے ہیں۔ ڈاکٹر مفضل کریم۔

المشتہر سید احمد نور کابلی۔ احمدی۔ مہاجر موجد سرمہ ممیرا۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور

وصیت ۲۳۲۷

میں عزیز فاطمہ زوجہ فضل محمد خاں صاحب قوم افغان ساکن جالندھر شہر کی ہوں۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ زیورات طلائی و نقرئی چھ صد روپیہ حق مہر تین ہزار روپیہ میرے مرنے کے وقت اس جائداد کے سوا کوئی اور جائداد حاصل کرسکوں یا ثابت ہو جائے۔ تو اس کل جائداد کے ۱/۳ حصہ کی مالک مجلس معتمدین قادیان ہوگی۔ اور جو رقومات میں اپنی زندگی میں داخل کر جاؤں۔ وہ حصہ وصیت کردہ سے منہا کی جاویں گی۔ فقط ۸/۲۵ ۳۰۔ گواہ شد: فضل محمد خاں خاوند موصیہ۔ العبد: عزیز فاطمہ بقلم خود۔ گواہ شد: محمد حسن احمدی سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ شملہ۔

وصیت ۲۳۱۹

میں محمد الدین ولد سلطان احمد ساکن تلونڈی کھجور والی تحصیل و ضلع گوجرانوالہ کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں میں تجارت کا کام کرتا ہوں۔ قریباً ۳۰ روپیہ ماہوار کی میری آمدنی ہے۔ پس میں اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں بمد وصیت داخل کرتا رہوں گا۔ نیز بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات کے وقت پر ایسی جائداد جو میری آمدنی سے نہ بنی ہو۔ بلکہ کسی اور طریق سے مثلاً ورثہ وغیرہ سے ملے۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک و قابض صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور جو رقومات میں بمد وصیت حصہ جائداد میں داخل کروں وہ حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویں گی۔ ۱۴/۲۵ ۱۰۔ العبد: خاکسار محمد الدین بقلم خود۔ گواہ شد: خاکسار عبد الحق مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان۔ گواہ شد: خاکسار یوسف علی احمدی۔

وصیت ۲۳۱۸

میں غفور النساء بیگم زوجہ سید محمد عبد الوحید صاحب احمدی ساکن کرشن ہاؤس منصوری تحصیل و ضلع ڈیرہ دون کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کی وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد از قسم زیور و کپڑا و مہر مبلغ تین ہزار روپیہ ہے۔ جس میں سے ایک ہزار مہر کا روپیہ میں نے خاوند کو معاف کر دیا ہوا ہے۔ اس لئے میری موجودہ جائداد منقولہ دو ہزار روپیہ کی ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی وصیت کرتی ہوں۔ کہ اگر میری جائداد بوقت وفات اس سے زیادہ ثابت ہو یعنی بڑھ جاوے۔ تو بڑھی ہوئی جائداد کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور جو رقومات میں اپنی زندگی میں داخل کر جاؤں۔ وہ حصہ وصیت کردہ سے منہا کی جاویں گی۔ ۹/۲۵ ۱۵۔ گواہ شد: سید محمد عبد الواحد بقلم خود خاوند موصیہ۔ العبد: غفور النساء بیگم بقلم خود۔ گواہ شد: سید عبد الحی احمدی سیکرٹری انجمن احمدیہ منصوری۔

وصیت ۲۳۱۶

میں حاجی احمد الدین ولد موت قوم کھرل ساکن چک نمبر ۳۱ ڈاک خانہ

چک نمبر ۳۱ تحصیل و ضلع منٹگمری کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت جائداد صرف مبلغ ۵۰ کی ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز میں محنت مزدوری کرنے والا شخص ہوں۔ اوسط آمدنی ماہوار چھ روپیہ ہے۔ میں اپنی ماہواری آمدنی کا بھی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور اگر میری وفات پر کوئی اور جائداد میری ملکیت میں ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک و قابض صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۹/۲۵ ۲۱۔ العبد: حاجی احمد الدین نشان انگوٹھا۔ گواہ شد: سراج دین جٹ باجوہ چک نمبر ۳۱ بقلم خود۔ گواہ شد: محمد عبد اللہ جٹ باجوہ چک احمد یا نوالہ بقلم خود۔

وصیت ۲۳۳۱

میں امۃ البصیر زوجہ کرم الٰہی قوم خوجہ بیٹھی ساکن قادیان ضلع گورداسپور کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میری موجودہ جائداد مبلغ ۵۰۰ حق مہر ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی وصیت کرتی ہوں۔ کہ اگر میری وفات پر اس کے علاوہ کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز جو رقومات میں اپنی زندگی میں داخل کر جاؤں۔ وہ حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاوینگی۔ فقط۔ والسلام ۹/۲۵ ۲۷۔ گواہ شد: غلام نبی سیٹھی بقلم خود۔ العبد: امۃ البصیر بقلم خود۔ گواہ شد: کرم الٰہی خاوند موصیہ بقلم خود۔

اشتہار ادسنت

ناطہ کی ضرورت

ارائیں قوم کے ایک لڑکے کے لئے رشتہ مطلوب ہے۔ لڑکے کی عمر ۲۲ سال۔ ریلوے میں ملازم۔ زمین بھی ہے۔ خط وکتابت بابو عبد الکریم ٹکٹ چیکر ... مغل پورہ (لاہور)۔

رشتہ مطلوب ہے

ایک کنواری لڑکی کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ درخواست کرنے والے صاحب دریائے جہلم کے مشرقی طرف کے ہوں۔ اور بالعموم قریشی خاندان سے ہوں۔ آمد معقول رکھتے ہوں۔ اور عمر بیس اکیس سال ہو۔ خط وکتابت معرفت ماسٹر محبوب عالم صاحب ہیڈ ماسٹر عور غشتی ضلع کیمبل پور۔

کنگھیاں شیشہ دار جہلم کی ساختہ

ہر ایک قسم کی کنگھیاں ہمارے ہاں تیار ہوتی ہیں۔ عورتوں کے کارآمد دوکانداروں کو اجازت ہے۔ کہ دو پیسے کا کارڈ بھیج کر نمونہ منگوالیں

پتہ
بدر الدین شانہ فروش جہلم

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج چہارم جھنگ

بمقدمہ

آسارام ولد منگایا رام دوان سکنہ جائی دین تحصیل شورکوٹ مدعی۔ بنام نورا

دعوےٰ مبلغ ۱۰۰/- روپے بروئے بہی

اشتہار بنام نورا ولد جہانہ بھاگٹ سکنہ موضع جیانہ تحصیل شورکوٹ۔

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہوگیا ہے۔ کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہا ہے۔ اس واسطے اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ مورخہ ۹/۱/۲۵ کو حاضر عدالت ہذا ہوکر پیروی مقدمہ کی کرے۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔ ۱۲/۲۵ ۲۳

مہر عدالت دستخط حاکم

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج چہارم جھنگ

دوکان سوہنا رام گوراندتہ بذریعہ گوراندتہ کیوں رام سکنہ خانوآنہ تحصیل جھنگ مدعی۔ بنام جھنڈو۔

دعوےٰ مبلغ ۵۰۰/- بروئے بہی

اشتہار بنام جھنڈو ولد سوہنی علی سکنہ چک نمبر ۲۶ قلعہ ربانی گڑھ تحصیل چنیوٹ۔

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہوگیا ہے۔ کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمنات سے گریز کر رہا ہے۔ اس واسطے اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ مورخہ ۱۲/۱/۲۵ کو حاضر عدالت ہذا ہوکر پیروی مقدمہ کی کرے۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔ ۱۲/۲۵ ۲۳

مہر عدالت دستخط حاکم

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس لالہ جگن ناتھ صاحب بی اے سب جج بہادر درجہ چہارم نارووال

مسماۃ حسین بی بی بیوہ شاہ محمد قوم جٹ ساکن ہیگا تحصیل نارووال مدعیہ

بنام

علی احمد ولد عمر شاہ قوم افغان ساکن بسی تحصیل پٹھانکوٹ ضلع گورداسپور مدعا علیہ

دعوےٰ ۱۰۰/- روپے بروئے بہی

اشتہار بنام مدعا علیہ

مقدمہ مندرجہ عنوان میں بیان حلفی مدعیہ سے پایا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور ۱/۲۶ ۱۲ کو حاضر عدالت ہوکر اصالتاً یا وکالتاً مقدمہ کی پیروی وجوابدہی نہ کرے گا۔ تو اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔

بثبت ہمارے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۹ ماہ دسمبر ۱۹۲۵ء کو جاری کیا گیا۔

مہر عدالت دستخط حاکم

اعلان نکاح منشی نذیر احمد پسر منشی غلام سرور صاحب ساکن موضع گورالہ تحصیل شکر گڑھ کا نکاح امۃ الرب بنت بابو شکر الٰہی صاحب ساکن نبی پور سے ۱۰۰۰ مہر پر مولوی سید سرور شاہ صاحب نے ۲۸/۱۲/۲۵ کو پڑھا۔ بقلم عنایت الٰہی

وصیت عـ ۲۱۹۵

میں عبد الکریم ولد منشی سعید علی مرحوم قوم زمیندار ساکن رانی تلا تحصیل وگرضلع بشارہ کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی۔ اس کے دسواں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویگی۔ میری موجودہ جائداد کی تفصیل فی الحال ممکن نہیں ہے۔ تخمیناً قیمتی مبلغ دس ہزار روپیہ کی زمین زراعت ہے۔ واضح رہے۔ کہ مبلغ چھ سو روپیہ نقد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل کرچکا ہوں۔ یہ رقم دسواں حصہ سے منہا ہوگی۔ ۱۵ ۴/۲۵ + گواہ شد:۔ سید محمد عبد الواحد۔ العبد:۔ عبد الکریم موصی بقلم خود۔ گواہ شد:۔ اوصاف علی چودھری +

وصیت عـ ۲۲۰۶

میں امیر الدین ولد مرزا امام الدین قوم مغل ساکن گجرات کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد ایک مکان سکنی جس کے حدود اربعہ یہ ہے۔ جانب شمال مکان مرزا احمد الدین جانب جنوب مکان میراں بخش رنگریز جانب شرق مکان نذیر بیگ جانب غرب مکان محکم الدین مکان مذکورہ نیل بازار میں واقعہ ہے۔ مکان عـ۲ واقعہ محلہ نئو پورہ میں واقعہ ہے۔ زمین مزروعہ ۲۵ کنال ۱۹ مرلہ کمری ۴۰/... ۶۰/... ۴۷/۱۹ مطابق ۱۸۹۷ء کا نصف ہے۔ یہ زمین موضع جیلانی تحصیل وضلع گجرات میں ہے۔ میں وصیت کرتا ہوں۔ کہ جائداد مذکورہ کے دسواں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور ہوگی۔ جس کا عمل درآمد میری وفات کے بعد ہوگا۔ اگر اس اثناء میں کوئی اور جائداد پیدا کروں۔ تو میری وفات کے بعد صدر انجمن مذکور اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک ہوگی۔ میری نعش کو میری وفات کے بعد بہشتی مقبرہ میں دفن کیا جائے۔ ۱۳ ۳/۲۵ + دستخط موصی امیر الدین بقلم خود۔ گواہ شد: عبد العزیز دوکاندار گجرات بقلم خود۔ گواہ شد: عبد الغفور تاجر کتب گجرات۔ گواہ شد:۔ محمد رمضان پوسٹ مین گجرات بقلم خود +

وصیت عـ ۲۳۳۴

میں جمال الدین ولد فضل الدین لوہار ساکن ترگڑی تحصیل وضلع گوجرانوالہ کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاوے گی۔ میری موجودہ جائداد خانگی ومکان وغیرہ قیمتی ... روپیہ کی ہے۔ میری وفات کے وقت کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ یا قیمت بڑھ جاوے۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔ ۵ر ستمبر ۱۹۲۵ء +

گواہ شد:۔ مستری محمد حسین احمدی سکنہ ترگڑی۔ العبد:۔ نشان انگوٹھا جمال الدین ولد فضل دین۔ گواہ شد: مرزا محمد حسین سیکرٹری جماعت احمدیہ)

وصیت عـ ۲۳۲۱

میں رابعہ بی بی بنت خدا بخش قوم زمیندار بہار ساکن خانانوالی تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ یعنی اپنی جائداد زیور قیمتی مبلغ للعہ روپیہ کے دسواں حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ یعنی مبلغ للعہ نقد ادا کرتی ہوں۔ اور آئیندہ اگر میری کوئی جائداد بڑھی تو انشاء اللہ میں اس کا بھی دسواں حصہ وصیت میں ادا کروں گی۔ اور صدر انجمن احمدیہ کے قواعد کی پابند رہوں گی۔ اور آئیندہ اگر کوئی نیا قواعد نکلے۔ تو اس کی بھی پابندی کروں گی۔ ۱۶ ۳/۲۵ کاتب الحروف رحمت خاں سیکرٹری۔ گواہ شد:۔ بقلم خود عبد اللہ نجار۔ العبد نشان انگوٹھا رابعہ بی بی۔

گواہ شد:۔ چوہدری خدا بخش بقلم خود (بہار) +

وصیت عـ ۱۹۷۱

میں حافظ ملک محمد ولد رحیم بخش قوم افغان ساکن ٹپیالہ سٹیٹ کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری آمدنی اس وقت قریباً للعہ روپیہ ماہوار کی ہے۔ میں اس کا ۱/۱۰ حصہ باقاعدہ ماہوار داخل خزانہ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان میں کرتا رہوں گا۔ اگر آمدنی میں زیادتی ہوئی تو زیادہ دوں گا۔ اور اگر کمی ہوئی تو کم کردوں گا۔ حصہ موجودہ باقاعدہ ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔ نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ اگر میری وفات پر کوئی ایسی جائداد میری ملکیت یا قبضہ میں ثابت ہو۔ جو میری آمدنی سے جس کا حصہ وصیت ادا کرتا رہا ہوں نہیں ہے بلکہ کسی اور طریق سے مثلاً ورثہ وغیرہ سے پیدا ہوئی ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک وقابض صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط +

۵ر جولائی ۱۹۲۱ء۔ خاکسار حافظ ملک محمد احمدی بقلم خود بمقام قادیان لکھی گئی۔ گواہ شد:۔ محمد یامین تاجر کتب قادیان:۔ گواہ شد:۔ خاکسار حشمت اللہ انچارج نور ہاسپٹل قادیان +

وصیت عـ ۲۳۲۹

میں رحمت اللہ ولد شیخ دیوان احمد ساکن موہنگا ضلع فیروز پور کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد مال فروختنی واگراہی کا میزان قرضہ سے پانچ سو روپیہ زیادہ ہے۔ پس میں اپنی وصیت کے متعلق اقرار کرتا ہوں۔ کہ اس پانچ سو روپیہ کے دسویں حصہ یعنی فنشہ روپیہ کو باقساط عہ سالانہ کے حساب سے ادا کروں گا۔ نیز روزانہ آمد کا دسواں حصہ بھی سوائے اس کے ادا کرتا رہوں گا۔ چونکہ اگراہی کا پورا اعتبار نہیں ہوتا۔ بلکہ اگراہی کا زیادہ ہو جانا بھی ممکن ہے۔ پس میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کا اس کے حاصل کرنے کے واسطے تکلیف اٹھانا اور میرے قرضہ اور اگراہی میں چھانٹ کرنا اور تصدیعہ اٹھانا مجھے پسند نہیں میں انشاء اللہ اپنی زندگی میں پورے حساب سے روزانہ آمد کا ۱/۱۰ حصہ اور عہ سالانہ اگراہی کی رقم کی بابت ادا کرتا رہوں گا۔ میری اس طریق کی وصیت پر عملدرآمد کرایا جاوے۔ اور ماہ مارچ ۱۹۲۵ء سے اس پر عمل درآمد ہو۔ ۲۶ر اگست ۱۹۲۵ء

العبد:۔ رحمت اللہ موگا۔ گواہ شد:۔ عبد اللہ برادر حقیقی موصی موگا +

گواہ شد:۔ محمد علی احمدی قادیانی انسپکٹر انجمن ہائے احمدیہ +

وصیت عـ ۲۳۲۶

میں محمد عبد اللہ ولد جان شیخ قوم شیخ بھٹی ساکن سیالکوٹ کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ الف:۔ میری اس وقت جائداد منقولہ وغیر منقولہ اثاث البیت یعنی تخمیناً ایک صد روپیہ وہ ایک مکان سہ منزلہ یعنی تخمیناً بمبلغ ۳۰۰۰ روپیہ ہے۔ میں وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میرے مرنے کے وقت کوئی اور جائداد پیدا یا ثابت ہوگی۔ تو اس کے اسی قدر یعنی دسویں حصہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ ۲۴ ۳/۲۵

العبد:۔ محمد عبد اللہ احمدی ریڈر ڈسٹرکٹ کورٹ۔ سیالکوٹ بقلم خود

گواہ شد:۔ عبد الرحمن ولد موصی بقلم خود ۳ ۹/۲۵ + گواہ شد۔ نظام الدین احمدی کلرک۔ لاہور جنرل سٹور +

وصیت عـ ۲۳۲۹

میں رحمت اللہ ولد دیوان احمد قوم شیخ ساکن موہنگا ضلع فیروز پور کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد مال فروختنی واگراہی کا میزان قرضہ سے پانچ سو روپیہ زیادہ ہے۔ پس میں اپنی وصیت کے متعلق اقرار کرتا ہوں۔ کہ اس پانچ سو روپیہ کے دسویں حصہ مبلغ پچاس روپیہ کو صرف عہ سالانہ کے حساب سے ادا کردوں گا۔ اور روزانہ آمد کا دسواں حصہ بھی سوائے اس کے ادا کرتا رہوں گا۔ چونکہ اگراہی کا کوئی پورا اعتبار نہیں ہوتا۔ بلکہ اگراہی کا زیادہ ہوجانا ممکن ہے۔ میں انشاء اللہ اپنی زندگی میں پورے حساب سے روزانہ آمد کا ۱/۱۰ اور عہ سالانہ اگراہی کی رقم کی بابت ادا کرتا رہوں گا۔ فقط والسلام +

العبد:۔ رحمت اللہ بقلم خود ۲۶ر اگست ۱۹۲۵ء۔ گواہ شد:۔ عبد اللہ برادر حقیقی موصی۔ گواہ شد:۔ محمد علی انسپکٹر انجمن ہائے احمدیہ +

وصیت عـ ۲۲۹۸

میں عبد الغنی ولد وزیر الدین قوم شیخ ساکن سرودھ حال انبالہ شہر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میں اپنی زندگی میں اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ باقاعدہ ماہوار داخل خزانہ مجلس معتمدین قادیان کرتا رہوں گا۔ میں اپنی ایسی جائداد کی نسبت بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق مجلس معتمدین قادیان کرتا ہوں۔ جو میری اس آمدنی سے جس کا حصہ وصیت میں ادا کرچکا ہونگا نہ بنی ہو۔ میری موجودہ جائداد ایک اٹھن انجن مع مشین متعلقہ ہے۔ جس کی لاگت ۹۲۶۳ روپیہ ہے۔ اس پر کچھ قرض ہے۔ جس کی تفصیل علیحدہ کاغذ پر درج ہے اور مبلغ یکصد روپیہ بنک ڈپو میں ہے۔ جو رقومات میں اپنی زندگی میں اپنی جائداد کے حساب میں داخل خزانہ کر جاؤں۔ وہ حصہ وصیت کردہ سے مجرا کی جاوینگی ۱۳ ۳/۲۵ بمقام قادیان لکھی گئی +

العبد:۔ عبد الغنی احمدی بقلم خود۔ گواہ شد:۔ اللہ دتا جالندھری مولوی فاضل۔ گواہ شد:۔ برکت علی خاں ہیڈ کلرک بیت المال +

چھپواکر احباب تک پہنچا دیا جائے گا۔ تاکہ وہ ان پر عمل پیرا ہو کر جماعت کی تربیت کے نہایت ضروری فرض کی ادائیگی کے قابل ہو سکیں ؛

آپ کے بعد جناب حکیم خلیل احمد صاحب نے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مخالفین کے اعتراضات اور ان کے جواب

پر تقریر شروع کی۔ جناب حکیم صاحب بہت پرجوش اور ولولہ انگیز تقریر کرنے والے مقرر ہیں۔ آپ نے مولوی محمد علی صاحب مونگھیری اور مولوی مرتضےٰ احسن صاحب دربھنگی کے اعتراضات میں سے چند ایک بطور نمونہ پیش کر کے ثابت کیا۔ کہ وہ محض نادانی اور جہالت۔ ضد۔ اور تعصب کی وجہ سے کئے گئے ہیں۔ ورنہ کوئی عقلمند انسان ان میں ذرا بھی معقولیت نہیں پاتا۔ جناب حکیم صاحب کی تقریر بھی نہایت دلچسپی کے ساتھ سنی گئی۔

اس کے بعد جناب حافظ روشن علی صاحب نے

چندہ کیلئے اپیل

کیا۔ اور پھر جناب خانصاحب منشی فرزند علی صاحب نے صیغہ بیت المال کی رپورٹ سنائی۔ وقت پہلے ہی بہت کم تھا۔ اور جو تھا۔ وہ رپورٹ سنانے میں صرف ہو گیا۔ اس لئے چندہ کی وصولی کی نوبت ہی نہ آئی۔ اور اجلاس ظہر و عصر کے لئے برخاست ہو گیا۔ نمازیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے پڑھائیں۔ اس کے بعد حضور کی بقیہ تقریر کا وقت تھا۔ جس میں سے خاص درخواست پر چند منٹ حضور نے چندہ کی فراہمی کے لئے دیئے۔ اور اس عرصہ میں بہت ہی قلیل رقم جمع ہوئی۔ بلکہ ایسا کہنا چاہیئے۔ کہ اس سال اس آمد میں غیر معمولی کمی واقعہ ہوئی۔ جب حضور سٹیج پر تشریف لائے۔ تو چندہ کی فراہمی روک دی گئی۔ جناب حافظ روشن علی صاحب کی تلاوت کے بعد منشی قاسم علی خاں صاحب رامپوری نے حضور کی

ایک اور تازہ نظم

خوش الحانی سے پڑھی۔ اور پھر حضور نے

بقیہ تقریر

شروع فرمائی۔ یہ تقریر بھی چار گھنٹے سے زیادہ عرصہ تک مسلسل جاری رہی۔ اور آخر ساڑھے سات بجے کے قریب ختم ہوئی۔ اس کے بعد حضور نے تمام مجمع سمیت دعا فرمائی۔ جانے والے اصحاب کو اجازت دی۔ اور سٹیج پر کھڑے ہو کر دیر تک مصافحہ فرماتے رہے۔

اس پر خدا کے فضل و کرم سے سالانہ جلسہ ختم ہوا۔

الحمد للہ علےٰ ذالک ؛

اس دفعہ سالانہ جلسہ کے انتظام میں یہ

خاص تبدیلی

کی گئی تھی۔ کہ مہمان نوازی کا سارا انتظام ناظر صاحب ضیافت کے سپرد تھا۔ اور جلسہ کے لیکچروں اور تقریروں کا انتظام ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کے سپرد۔ ناظر صاحب ضیافت جناب میر محمد اسحٰق صاحب روزانہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور جلسہ کے متعلق ضروری اطلاعات پہنچاتے۔ اور حضور سے ہدایات حاصل کرتے۔ اس دفعہ

جلسہ کا انتظام

حسب ذیل بڑی بڑی مدوں میں منقسم تھا۔ (۱) ناظم جلسہ (۲) مہتمم جلسہ (۳) سٹور اور سپلائی (۴) استقبال امرتسر (۵) استقبال بٹالہ (۶) استقبال قادیان (۷) انتظامات مکانات (۸) انتظام روشنی (۹) انتظام صفائی (۱۰) انتظام آب رسانی (۱۱) انتظام تنور (۱۲) انتظام دیگ (۱۳) طبی انتظام (۱۴) انتظام بازار (۱۵) انتظام جلسہ گاہ (۱۶) انتظام پہرہ۔ علاوہ ازیں مدوں میں سے بعض کا دوہرا انتظام تھا۔ یعنی ایک شاخ اندرون قصبہ اور دوسری بیرون قصبہ ؛

ناظم جلسہ سالانہ

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے تھے۔ آپ کا کام دونوں جگہ کے افسران نگران یعنی مہتمم صاحبان کے کام کی نگرانی تھی۔ اور بوقت ضرورت مناسب ہدایات جاری کرنا نیز دونوں وقت تمام حالات کی رپورٹ دفتر ناظر ضیافت میں دینا۔

مہتمم جلسہ

اندرون قصبہ جناب میر محمد اسحاق صاحب تھے۔ اور بیرون قصبہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب مہتمم صاحبان کا کام تمام مدات جلسہ کا انتظام کرنا۔ اپنے ماتحت افسروں سے ان کے کام کی رپورٹ حاصل کرنا۔ خود دورہ کر کے ہر ایک مد کے کام کو دیکھنا۔ ناظر ضیافت سے ضروری سامان وصول کرنا۔ صبح و شام کھانے کے وقت دورہ کر کے معلوم کرنا۔ کہ کسی کو کھانے کے متعلق کوئی تکلیف تو نہیں۔ کھانا وقت مقررہ پر تیار کرانا۔ رات کو ہر کمرہ کے مہمانوں سے دریافت کرنا کہ کسی مہمان کو کوئی ضرورت تو نہیں۔ ناظم جلسہ کو تمام کام کی مفصل رپورٹ دونوں وقت دینا۔

مختلف کاموں کے افسر

حسب ذیل تھے۔ استقبال سٹیشن امرتسر کے انچارج بابو نذیر علی صاحب تھے۔ استقبال بٹالہ کے چودھری حاکم علی صاحب اور استقبال قادیان کے میاں عبد اللہ صاحب قادیانی۔ استقبال بھیٹ کا پتن سندھی شاہ صاحب کے سپرد تھا۔ انتظام مکانات پر اندرون مولوی عبد الرحمٰن صاحب بیرون منشی عظیم الرحمٰن صاحب انتظام مہمان نوازی پر اندرون مولوی سید سرور شاہ صاحب۔ بیرون ماسٹر گل محمد صاحب۔ انتظام روشنی پر اندرون مولوی ارجمند خاں صاحب و ماسٹر مولا بخش صاحب۔ بیرون ماسٹر چراغ محمد صاحب۔ انتظام صفائی پر اندرون چوہدری خیر احمد صاحب بیرون سردار محمد صاحب۔ انتظام آب رسانی پر اندرون منشی غلام محمد صاحب۔ بیرون محمد دین صاحب مالی۔ پرچی خوراک پر اندرون مولوی عبد الکریم صاحب و مولوی غلام احمد صاحب۔ بیرون ماسٹر نذیر خاں صاحب۔ طبی انتظام پر اندرون ڈاکٹر فضل کریم صاحب بیرون احسان علی صاحب۔ انتظام بازار پر اندرون شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری۔ بیرون رسالدار خداداد خاں صاحب انتظام پہرہ پر اندرون غلام محمد صاحب۔ بیرون رسالدار [illegible] صاحب۔ انتظام سٹیج پر حافظ روشن علی صاحب مقرر تھے۔

ان سب افسروں کے ماتحت نائب افسر اور کئی کئی معاونین مقرر تھے۔ خدا تعالےٰ کے فضل اور اسی کی توفیق سے اعلےٰ سے لے کر معمولی کارکن نے نہایت تندہی اور محنت سے اپنے فرائض بجا لانے کی کوشش کی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء ؛

جلسہ گاہ

گذشتہ سال کی طرح دارالعلوم کے کھلے میدان میں بنائی گئی تھی۔ جو ۱۰۰ × ۱۰۰ فٹ مربع تھی۔ اور گذشتہ سال کی نسبت ⅔ حصہ زیادہ تھی۔ مگر باوجود اس فراخی کے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی تقریر کے وقت ناکافی ثابت ہوئی۔ کئی بار لوگوں کو تنگ ہو کر بیٹھنے کے لئے کہنا پڑا۔ تاکہ جو اصحاب جلسہ گاہ سے باہر کھڑے تھے۔ وہ بھی داخل ہو سکیں

مہمانوں کی تعداد

خوراک کی پرچیوں کے حساب سے حسب ذیل تھی۔

تاریخ	وقت	تعداد
۲۴ دسمبر	شام	۳۰۱۵
۲۵ "	"	۶۸۰۲
۲۶ "	"	۸۸۰۶
۲۷ "	"	۱۱۳۸۳
۲۸ "	"	۱۱۱۱۱
۲۹ "	"	۲۶۰۰

اس تعداد میں قادیان اور اردگرد کے اصحاب جو جلسہ گاہ میں موجود ہوتے شامل نہیں۔ علاوہ ازیں جلسہ میں آریہ ہندو اور سکھ بھی شامل ہوئے۔ اس دفعہ محض خدا کے فضل سے کوئی غیر معمولی حادثہ رونما نہ ہوا۔ جس کا اتنے بڑے ہجوم اور مجمع میں ہونا معمولی بات ہے۔ البتہ

ایک ناگوار واقعہ

کو خدا تعالےٰ نے اپنے رحم سے روک دیا۔ آخری دن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہونے والے ہی تھے۔ کہ ایک تین چار سالہ لڑکی حضور کے پاس پہنچائی گئی۔ جس کے متعلق لانے والے نے بتایا۔ کہ ایک سکھ اسے لے جا رہا تھا۔ میں اتفاقاً ادھر سے آ گیا۔ اور لڑکی چھین لی۔ میں چونکہ اکیلا تھا۔ اور ادھر ادھر بھی کوئی آدمی نہ تھا۔ اس لئے سکھ کو نہ پکڑ سکا۔ حضور نے خود اس لڑکی کو گود میں اٹھا لیا۔ اور اعلان کیا۔ کہ جن صاحب کی یہ لڑکی ہو۔ وہ

نہ پہچان لیں۔ جب تک لڑکی پہچان نہ لی گئی۔ حضور اسے اٹھائے کھڑے رہے۔ اس سے تھوڑی دیر ہی قبل ایک خوردسالہ لڑکے کو جو والدین سے بچھڑ جانے کی وجہ سے رو رہا تھا۔ حضور کے پاس پہنچا یا گیا۔ حضور نے اسے اوّل تو گود میں لے کر پیار کیا۔ اور اس کے والد کا نام پوچھا۔ مگر وہ نہ بتا سکا۔ اس لئے سے اٹھا کر اعلان فرمایا۔ کہ جن صاحب کو بچہ ہو۔ پہچان لیں۔ لڑکے کے چچا کے ڈھونڈنے پر حضور نے ان کے حوالہ کر دیا۔

اگرچہ یہ واقعات چھوٹے چھوٹے ہیں۔ لیکن حضور کی

شفقت اور نوازش

کا بہت بڑا ثبوت ہیں۔ اور وہ لڑکی اور لڑکا بڑے ہی خوش قسمت ہیں۔ جنہیں آنحضرت امام علیہ السلام کی مقدس گود میں بیٹھنے کا موقع میسر آیا۔

اس دفعہ جلسہ کی رونق کو دوبالا کرنے والی اور عظیم الشان مجمع کو سہولت اور آرام پہنچانی والی

چاندنی راتیں

تھیں۔ جن کی وجہ سے رات کو مجمع کا نظارہ اور چہل پہل بہت ہی پُر رونق اور پُر لطف نظر آتی تھی۔

اب کے

بیرون ہند کے مہمان

ترکستان اور بخارا کے بعض صاحب بھی جو ہندوستان میں مستقل تجارت کرتے ہیں آئے نیز ماریشس سے احسان الحق صاحب صدیقی مبلغ احمدیت جلسہ کی شمولیت کے لئے آئے۔

مہمانوں کو

آمد و رفت

میں گذشتہ سالوں کی نسبت بہت سہولت رہی۔ کیونکہ عام طور پر موٹر لاریاں چلتی رہیں۔ جن کا کرایہ فی سواری ۱۲ تھا۔ یکہ ٹم ٹم بہت کم چلی۔

۲۶-۲۷ دسمبر کی درمیانی رات کو جناب ناظر صاحب بیت المال نے جماعت ہائے احمدیہ کے

عہدہ داروں کی کانفرنس

منعقد کی۔ جس میں مالی حالات کی رپورٹ سنائی۔ سب عہدہ داروں نے بالاتفاق پاس کیا۔ کہ موجودہ مالی مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ ۱۵ فروری تک کم شرح دینے والوں سے پوری شرح پر چندہ لیں گے۔ اور بقائے بھی ادا کریں گے۔ اسی ضمن میں بعض نئی تجاویز آمدنی بڑھانے کے متعلق پاس ہوئیں۔ مثلاً زمیندار اصحاب ہفتہ میں ایک دن کا گھی چندہ میں دیا کریں۔

۲۵ دسمبر سے ہی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے بیرونی جماعتوں کی ملاقاتیں بذریعہ مولوی عبدالقدیر صاحب بی۔ اے افسر ڈاک شروع ہو گئیں۔ جلسہ کے ایام میں حضور رات ایک ایک بجے تک ملاقاتوں میں مصروف رہے۔ ملاقاتوں کا سلسلہ ۳۰ دسمبر تک جاری رہا۔

غیر مبائعین کا جلسہ پہلے ختم ہو جانے کی وجہ سے بعض

غیر مبائع اصحاب

بھی جلسہ کے آخری دن تشریف لائے۔ جن میں مولوی غلام حسن صاحب پشاوری بھی تھے یہ اصحاب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر کے وقت جلسہ میں شریک ہوئے۔

مردوں کی

بیعت

ہر روز رات کے وقت ہوتی تھی۔ جو خدا کے فضل سے گذشتہ سالوں کی نسبت زیادہ تھی۔ اور اس میں خاص خصوصیت یہ بھی تھی۔ کہ بیعت کرنے والوں میں اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ پہلے کی نسبت زیادہ تھا۔ اسی طرح تمدنی لحاظ سے اعلیٰ حیثیت رکھنے والے اصحاب بھی زیادہ تھے۔ ان ایام میں بیعت کرنے والے مردوں عورتوں کی تعداد ساڑھے چھ سو کے قریب تھی۔ بعض غیر مبائعین نے بھی بیعت خلافت کی۔

اس دفعہ

زنانہ جلسہ

بھی نہایت خیر و خوبی کے ساتھ ہوا۔ جس میں شامل ہونے والی مستورات کی تعداد چار ہزار کے قریب ہو گی۔ جلسہ کے مختلف اجلاس خواتین کی صدارت میں منعقد ہوتے رہے۔ اور مرد برعائت پردہ لیکچر دیتے رہے۔ ہر روز رات کو جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؔ

میجک لینٹرن

کے ذریعہ مختلف مناظر دکھا کر تبلیغی لیکچر دیتے رہے۔ ان لیکچروں میں شمولیت کے لئے ٹکٹ مقرر تھا۔ جس کی قیمت ۲ تھی۔

۲۹ دسمبر صبح نو بجے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہال میں جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب بی۔ اے بیرسٹر ایٹ لا کا

انگریزی لیکچر

ہوا۔ جس کا موضوع یہ تھا۔ کہ یورپ کے لوگ عیسائیت سے بیزار ہو رہے ہیں۔ آپ نے واقعات سے اس کا ثبوت بہم پہنچایا۔

یہ سال اگرچہ مالی لحاظ سے بہت تنگی کا سال تھا۔ تاہم احمدی تاجران کتب نے

احمدیہ لٹریچر

شائع کرنے میں بہت ہمت سے کام لیا۔ بک ڈپو تالیف و اشاعت نے حسب ذیل کتابیں اس موقعہ پر شائع کیں (۱) نور القرآن حصہ اوّل (۲) نور القرآن حصہ دوم (۳) پرانی تحریریں۔ (۴) ستارہ قیصریہ (۵) دریں اجلسہ دعا (۶) گورنمنٹ انگریزی اور جہاد (۷) ریویو بر مباحثہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی و عبداللہ چکڑالوی (۸) کشتی نوح۔

یہ کتابیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصانیف ہیں۔ جو عرصہ سے ختم ہو چکی تھیں۔ اب پھر شائع کی گئی ہیں۔ ان کے علاوہ (۹) حقیقۃ النبوۃ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف کا دوسرا ایڈیشن (۱۰) اور ہستی باری تعالیٰ حضور کی سنہ ۱۹۲۱ء کے سالانہ کی تقریریں چھاپی گئیں۔ نیز ایک کتاب (۱۱) قتل مرتد اور اسلام مصنفہ مولانا مولوی شیر علی صاحب اور (۱۲) مذہب بہائی مذہب کی حقیقت مصنفہ جناب مولوی فضل الدین صاحب بھی بکڈپو نے شائع کیں۔

مہتمم صاحب کتاب گھر قادیان نے حسب ذیل کتابیں شائع کیں۔

(۱) تفسیر خزینۃ العرفان حصہ ششم (۲) نئی احمدیہ پاکٹ بک (۳) پیشگوئی متعلق احمد بیگ (۴) اسلام ہی عالمگیر مذہب ہے۔ (۵) ملفوظات احمدیہ یعنی ڈائری حضرت مسیح موعود (۶) تبلیغی کیلنڈر دو ہزار برس کا (۷) زندہ مذہب اور زندہ نبی (۸) درثمین جیبی (۹) حمائل شریف مترجم (۱۰) لوح الہدیٰ نمبر ۴ نظم حضرت خلیفۃ المسیح۔

میاں محمد یامین صاحب تاجر کتب نے حسب ذیل کتب چھاپیں۔

(۱) اسلامی اصول کی فلاسفی (۲) درثمین اردو (۳) لیکچر لاہور (۴) تفسیر سورہ جمعہ (۵) دینیات کا پہلا رسالہ (۶) سیرت مسیح موعود (۷) خرافات مستورات (۸) صداقت اسلام (۹) خزینۃ العلوم (۱۰) مباحثہ سرگودہ (۱۱) اربعین احادیث مترجم (۱۲) اربعین مترجم (۱۳) تعلیم خاتون (۱۴) تبلیغی مضامین (۱۵) احمدی جنتری (۱۶) بلائے دمشق (۱۷) حدوث روح و مادہ (۱۸) نغمۃ الکمل حصہ ہفتم (۱۹) مباحثہ ختم نبوت (۲۰) مباحثہ آریہ سماج (۲۱) صادقوں کی روشنی کو کون دور کر سکتا ہے (۲۲) اردو قاعدہ (۲۳) جیبی تبلیغی ٹریکٹ۔

ان کے علاوہ بعض اور اصحاب نے بھی مختلف کتب شائع کیں۔

ایام جلسہ میں خدا کے فضل سے مہمانوں کی صحت عام طور پر اچھی رہی۔

جلسہ کے ابتدائی ایام میں غیر مبائعین

کے چند فرستادوں نے اپنی کتابوں کی دوکان لگائی۔ جو ایک تو ایسی جگہ تھی۔ جہاں بوجہ رستہ کی تنگی کے پہلے سے ہی منتظم صاحب بازار نے کسی کو دوکان لگانے کی اجازت نہ دی تھی۔ دوسرے غیر مبائعین ہر ایک سے بحث و مباحثہ کی طرح ڈالتے۔ اور تو تو میں میں شروع کر دیتے تھے۔ چونکہ ایسے موقعہ پر یہ طریق خلل امن پیدا کرنے والا تھا۔ اسلئے منتظم صاحب بازار نے اوّل تو مشورہ دیا۔ کہ اگر دوکان کو بحث و مباحثہ کا ذریعہ نہ بنائیں تو اچھا ہے۔ لیکن جب ان کے پاس پے در پے شکایات پہنچیں کہ غیر مبائعین امن میں خلل کا باعث بن رہے ہیں۔ تو انہوں نے منع کر دیا۔ تاکہ بات بڑھ کر فتنہ کا موجب نہ ہو۔

جلسہ کے موقعہ پر

اشیاء خوردنی

کی کوئی نئی دوکان کھولنے کی اجازت نہیں دیجاتی۔ اور اس قسم کی دوکانیں وہی اصحاب لگاتے ہیں۔ جو مستقل طور پر قادیان میں دوکانداری کرتے ہیں اس قسم کی کچھ دوکانیں اندرون قصبہ اور کچھ جلسہ گاہ کے قریب تھیں۔ جو مہمانوں کے لئے ضروری اشیاء مہیا کرتی تھیں۔

مہمانوں کی روانگی

اگرچہ ۲۸ دسمبر کی رات سے ہی شروع ہو گئی تھی۔ لیکن یکم جنوری بروز جمعہ تک ایک کافی تعداد موجود رہی۔ جس میں دور کے علاقوں کے مہمان زیادہ تھے۔

غرض خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جلسہ ہر طرح نہایت کامیابی کے

[illegible] منشی عبدالرحمٰن صاحب [illegible] ضیاء الاسلام [illegible] قادیان سے شائع کیا